

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَمْدُهُ وَتُصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى عِبْدِهِ الْمُسِيحِ الْمَعْرُودِ
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَكْثَرُ

تَعْلِيمِ نَمَائِش

POSTAL
REGISTRATION
NO. P/GDP-23.

امیٹیڈ میٹریٹ :-
منیر احمد خادم
نائبین :-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان



جلد
۴۳
شماره
۵۱، ۵۲

THE WEEKLY **BADR** QADIAN-143516

۲۲، ۲۹ دسمبر ۱۹۹۲ء

۲۲، ۲۹ رجب ۱۴۱۳ھ

۲۵، ۲۸ رجب ۱۴۱۵ھ

مسجد "بَيْتُ الرَّحْمَنِ"
واشنگٹن (امریکہ)

→ جس کا افتتاح سیدنا حضرت
مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح
الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو فرمایا۔
مسجد کے ساتھ جماعت احمدیہ امریکہ
کے تبلیغی تعلیمی مرکز کے طور پر گیارہ ایکڑ
رقبہ مخصوص ہے۔ اس خوبصورت مسجد کی تعمیر
چار ملین ڈالر سے مکمل ہوئی ہے۔
(مفصل خبر کیلئے ملاحظہ فرمائیے بکدر ۳ نومبر ۱۹۹۲ء)



مسجد "بَيْتُ الرَّحْمَنِ" کے
افتتاح کے موقع پر حضرت
امیر المؤمنین نے فرمایا :-
"یہ مسجد ہمیشہ کے لئے خدائے
واحد کی عبادت کرنے والوں کیلئے
کھلی ہے۔ اور یہ مسجد ہمیشہ ہی بنی
نوع انسان کے دلوں کو آپس میں
ایک دوسرے سے جوڑنے اور
اسلامی محبت کے پیغام کو تمام
دنیا میں پھیلانے کا ایک ذریعہ بنی
رہے گی۔"



جامعہ احمدیہ کے تین پرنسپل

جامعہ احمدیہ کے ابتدائی تین پرنسپل (دائیں سے بائیں): (۱) محکم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم۔
(۲) حضرت سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ۔ (۳) حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ اولین ہیڈ ماسٹر
تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

درخشندہ ستارے

ماہر اقتصادیات

ماہر سیاسیات



(درمیان میں) محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب عظیم ماہر اقتصادیات۔ آپ کے دائیں عبدالملک صاحب
نائبہ الفضل ربوہ۔ اور بائیں جماعت احمدیہ کے پریس سیکرٹری چوہدری رشید احمد صاحب میمن لندن۔



حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سابق وزیر خارجہ پاکستان و صدر عالمی عدالت
انصاف۔ سعودی عرب کے شاہ فیصل کے ساتھ ایک ملاقات۔ آپ نے بعض ممالک کی آزادی کیلئے اہم کردار ادا کیا۔

تصویر
دستیاب
نہیں
ہوتی۔



ماہر فلکیات ڈاکٹر صالح محمد، اللہ دین



عظیم احمدی سائنسدان ڈاکٹر نعیم طاہر جو پرامن
مقاصد کیلئے ایٹمی توانائی کے حصول پر کام کر رہے ہیں۔



نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک
غریب احمدی گھرانے کا چسپراغ۔

فرز کس کے ماہر سائنسدان ڈاکٹر نسیم باجوہ جنہیں ۱۹۹۶
کو پاکستان میں مذہبی دہشت گردوں نے شہید کر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ه خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ه اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ه الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ه عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ه (سورہ علق : ۱-۶)

ترجمہ :- اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (سب اشیاء کو) پیدا کیا (اور اس نے) انسان کو ایک خون کے قطرے سے پیدا کیا (پھر ہم کہتے ہیں کہ قرآن کو) پڑھ کر سنا تارہ، کیونکہ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ وہ رب جس نے قلم کے ساتھ علم سکھایا (ہے) اور آئندہ بھی سکھائے گا، اس نے انسان کو (وہ کچھ) سکھایا ہے جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

-(۲)-

قُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ه (طہ : ۱۱۵)

ترجمہ :- تو کہہ لے میرے رب میرے علم کو بڑھا۔

-(۳)-

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ه (البقرہ : ۲۵۶)

ترجمہ :- اور وہ اس کی مرضی کے سوا اس کے علم کے کسی حصہ کو (بھی) پانہیں سکتے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ه (البقرہ : ۲۸۳)

ترجمہ :- اور چاہیے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (اگر تم ایسا کرو گے تو) اللہ تمہیں علم دے گا اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

-(۵)-

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ه أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ه (البقرہ : ۳۲)

ترجمہ :- تو بے عیب ہے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کسی قسم کا علم نہیں ہے۔ یقیناً تو ہی کامل علم والا (اور ہر قول و فعل میں) حکمت کو مد نظر رکھنے والا ہے۔

ارشاد نبوی

فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کیلئے پھیلاتے ہیں

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ (ابن ماجہ)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

-(۲)-

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَطْلَبُوا الْعِلْمَ وَكُلُّكُمْ بِإِصْبَعَيْنِ (البیہقی)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم حاصل کرو خواہ چین (ہی) جانا ہو۔

-(۳)-

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمَّالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ السَّلَاطَةَ لَتَصْنَعَنَّ أَجْنَعَتَهَا لَطَالِبِ الْعِلْمِ رَضِيَ بِمَا طَلَبَ (احمد)

ترجمہ :- حضرت صفوان بن عمال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یقیناً فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کے لئے پھیلا دیتے ہیں۔ راضی ہوتے ہوئے اس سے جو وہ طلب کرتا ہے۔

دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو

میر فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی روشنی سے کلمۃ اللہ کی خدمت میں کمال حاصل کریں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت آقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

-(۳)-

”دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو مگر یاد رکھو کہ یہ کام وہی کر سکتا ہے یعنی دینی خدمت وہی بجالا سکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔“ (ملفوظات جلد اول ص ۲۹)

-(۴)-

”خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا پر پھیلا دے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کر دے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور بشارتوں کی روشنی سے کلمۃ اللہ کی خدمت میں کمال حاصل کریں گے اور ہر ایک قوم اس شمع سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ لازماً بڑھیکے اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پھیل جائیں گی اور بتلا آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ (باقی مشعر)

”ہمارا تو مذہب یہ ہے کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کریں گے اور عملی زندگی اختیار کریں گے قرآن کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی۔“ (ملفوظات جلد دوم ص ۷۷)

-(۲)-

”پروفیسر کلیمینٹ ریگ انگلستان کے ایک مشہور سیاح ہیئت دان اور لیکچرار تھے جو مئی ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضورؑ کی علمی گفتگو سے متاثر ہو کر کئی سال بعد بالآخر داخل اسلام ہوئے۔ پروفیسر نے گورنر نے ملاقات کے دوران اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ آپ کا مذہب اسلام سائنس کے مطابق ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے ہمیں اسی لئے بھیجا ہے تاہم دنیا پر ظاہر کریں کہ مذہب کی کوئی ثابت شدہ حقیقت نہیں۔“

(ذکر حبیب ضلک از حضرت مفتی محمد داؤد ص ۲۳۵ ملفوظات جلد اول ص ۲۳۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
ہفت روزہ بدر قادیان
۲۹ رجب ۱۳۷۳ ہجری

پڑھ لکھوں کا ایک ضروری پیغام

آج جبکہ ہر طرف نادیدہ کا دور دورہ ہے تعلیم حاصل کرنے والے اور تعلیم دینے والے ہر دو ادنیٰ جذبات و احساسات کے شکنجوں میں گرفتار ہیں ایسے میں یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم علم کو جو ایک خالص روحانی جذبہ ہے اس کی اپنی اصل حیثیت کی طرف موڑ لائیں اور یہ بات تب تک یقینی نہیں بنائی جاسکتی جب تک ہم علم کو اخلاقی و روحانی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاصل نہ کریں۔

اگرچہ اس تعلق میں بعض اور مذاہب نے بھی ہدایات دی ہیں لیکن اس وقت ہم اسلامی تعلیم کی روشنی میں علم کی حیثیت اور اس کی قدر و منزلت پر کسی قدر گفتگو کریں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب خدا کی وحی نازل ہوئی تو پہلا حکم ہی پڑھنے اور لکھنے کے متعلق نازل ہوا۔ فرمایا

اقراء باسم ربك الذي خلقه خلق الانسان من علق
اقراء وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم

ترجمہ: اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (سب کو) پیدا کیا اس نے انسان کو خلق (یعنی ایک چمٹے والے ماوس) سے پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بہت معزز ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا اس نے انسان کو پڑھنے اور لکھنے کے ذریعہ (دیکھ سکھایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

اس ارشاد کی روشنی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ (حدیث)

کہ اگر وہ ارشاد ربانی کی روشنی میں علم کی طلب میں لگے رہنا ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے فریضہ لازمہ ہے۔ یعنی کوئی بھی مسلمان مرد ہو یا عورت انپڑھ نہیں رہنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام عمر اس ارشاد ربانی پر عمل فرماتے رہے چنانچہ جنگی قیدیوں کی آزادی کے لئے جہاں آپ بہت سی شرائط رکھتے ان میں سے ایک یہ بھی ہوتی کہ جو قیدی دینہ کے دس افراد کو کھانا پڑھنا سکھادے گا۔ وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس طرح جہاں بہت سے پڑھ لکھنے والے قیدی آزاد ہو جاتے وہاں دوسری کو بھی پڑھنا سکھانا آجاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک علم کی اتنی اہمیت تھی کہ آپ نے فرمایا خواہ تمہیں علم کے حاصل کرنے کے لئے عرب سے چین جتنا دور جانا پڑے ضرور جاؤ اور علم حاصل کرو۔ اسی کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم کام کے لئے دعا کرنے کی بھی تلقین فرمائی چنانچہ قرآن مجید میں یہ دعا مذکور ہے "رب زدنی علماً (طہ: ۱۱۵) اے ہمارے رب نہ صرف ہمیں حصول علم کی توفیق دے بلکہ ہر آن ہمارے علم کو بڑھاتا رہ۔

علم کے بارے میں اسلامی نظریہ یہ ہے کہ علم کی انتہا کوئی نہیں بالآخر علم کا یہ سمندر خداوند علام الغیوب کی ہمتی میں مدغم ہو جاتا ہے فرمایا انما العلم عند اللہ (حقاً) کہ حقیقی علم صرف خدا کے پاس ہے اور فرمایا لا علم لنا الا ما علمتنا (البقرہ) ہمیں کچھ علم نہیں سوائے اس کے بر تو ہم کو سکھائے۔ اسی لئے انسانوں کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ خدائی علم کی کنہ و حقیقت تو درکنار ان میں سے بعض بعض کے علم تک بھی نہیں پہنچ سکتے فرمایا "فوق کل ذی علم علیم (یوسف: ۷۶) کہ ہر عالم پر ایک عالم ہے اور یہ بالآخر عالم العلّٰی یعنی برتر الہی ہے اسی لئے کسی کے علم میں اپنے علم پر کسی طرح کا غرور نہ جائز نہیں بلکہ بڑا عالم ہی ہے جو چلدار شاخوں کی طرح جھک جاتا۔

حقیقی علم کے حصول کے لئے قرآنی نظریہ یہ ہے کہ تقویٰ کے نتیجے میں ہی ان حقیقی علم حاصل کر سکتا ہے فرمایا۔ و اتقوا اللہ و یؤتکم اللہ واللہ

بکل شئی علیہ (البقرہ: ۲۸۳) اور چاہئے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اگر تم ایسا کر گئے تو اللہ تمہیں علم دے گا۔ اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت میں علم کو تقویٰ سے باندھ کر معاشرے کی بہت سی خرابیوں کا قلع قمع کیا گیا ہے اگر بغیر تقویٰ اور خدا خوفی کے علم حاصل کیا جائے تو حصول علم کے وقت نقل کار جحان اور پھر کامیابی کے لئے رشوت دینے اور دوسروں کے جائز حق کو مارنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور پھر سب اس لئے یہ بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ بے ایمانی اور رشوت کے نتیجے میں حاصل کئے گئے علم سے بجائے اوروں کو ضیعی پہنچنے کے علم صرف اور صرف ایک پریش بن کر رہ جاتا ہے ایسا پیشہ جس کا مقصد صرف اور صرف پیسہ کمانا ہوتا ہے۔ جی ہاں وہ تمام پیسہ بھی جو زمانہ طالب علمی میں اس کے ناجائز حصول کے لئے خرچ کیا ہوتا ہے اور وہ ڈیروں و روپیہ بھی جس کے ذریعہ ایسے حریف لوگ اپنے مستقبل کے قلع تعمیر کرتے ہیں اور پھر ایسے پیشہ ور عالم خواہ وہ ڈاکٹروں، وکیلوں یا کوئی بھی اعلیٰ ڈگری انہوں نے حاصل کی ہو اپنی نئی نسل کو بھی اسی ترازو پر تولتے ہیں جس پر وہ پہلے خود تل چکے ہوتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تقویٰ کے بغیر حاصل کئے جانے والا علم سوسائٹی کے ضرورت مند افراد کی فلاح و بہبود کی بجائے معاشرے میں طرح طرح کی ایسی اخلاقی بیماریاں پھیلا دیتا ہے جن میں رشوت بھی شامل ہے لہذا جائز منافع خوری کی ہوس بھی بالآخر فساد کا حق مار کر اپنے ہی جیسے اور لوگوں کو حق دے جاتے ہیں اور پھر معاشرہ عدم مساوات و احساس کمتری کا شکار ہو کر ذہنی و اخلاقی اعتبار سے مغلوب ہو کر رہ جاتا ہے۔

ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو علم کو ناجائز ڈھنگ سے پیشہ ورانہ طور پر استعمال کرتے ہیں اور دوسری طرف دنیا کے غریب ممالک میں ان جاہل افراد کی بھیڑ ہے علم کی روشنی جن کو چھوٹی تک نہیں اور وہ اپنے معنوں معنی کب معاش کے باعث اپنی اولاد کو تعلیم دینا بھی نہیں چاہتے ان کی سوچ یہ ہے کہ سکول بھیجنے کے نتیجے میں ان کے گھر کا ایک بھر جہان کے خاندان کے گزارے کی بہتر صورت فراہم کر سکتا تھا ان کے لئے بے کار ہو جائے گا اور پھر انہیں ان اس کے لئے سکول یا کالج کی فیس دینی ہوگی صاف ستھرے کپڑے بنائے ہوں گے دوسرے ان کے نزدیک جبکہ وہ اپنی غربت کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر ہی نہیں سکتے تو کیا ضرورت ہے کہ اپنا اور اپنی اولاد کا وقت تعلیم جیسے فضول کام میں برباد کر دیں پس ایک طرف ملک کا وہ تیلین طبقہ ہے جس نے حصول تعلیم کو مشکل سے مشکل بنا دیا ہے دوسری طرف وہ انبوہ ہے جو علم کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا۔ اس خالصہ کو کیسے پڑھایا جائے اس تفصیل کو کس طرح پاٹا جائے ارباب اقتدار کو اور ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ کو مفاد پرستی سے اونچا اٹھ کر اسی اہم قومی مسئلے پر ضرور غور کرنا چاہیئے کاش وہ وقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں جب آزاد ہندوستان کے سو فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہوں۔

گفتگو کے آخر میں اپنے اعلیٰ طلبہ کے لئے دو باتیں اور بیان کرنا چاہوں گا ایک تو یہ کہ ہر احمدی طالب علم کو حصول علم کے لئے دعا کو ایک لازمی جزو بنا لینا چاہیئے اور ساتھ ہی کم از کم ہر ماہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت آدس میں بھی دعا کے لئے خط ضرور لکھنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جب ہماری محنت اور دعاؤں کے ساتھ ایام وقت کی دعائیں شامل ہو جاتی ہیں تو حیرت انگیز اثرات ظاہر کرتی ہیں۔ جن کا مشاہدہ ہر احمدی اکثر اپنی زندگی میں کر رہا ہے۔

انہی سب جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے ہر کے اس سالنامہ کو ترتیب دیا ہے۔ جس میں اگر ایک طرف جامع احادیث کی تعلیمی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے تو دوسری طرف علم کی ضرورت و اہمیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ آپ کی دعاؤں اور نیک مشوروں کی ہمیں ضرورت ہے۔

(میر احمد خادم)

سر شعبہ تربیت: شعبہ تربیت کی طرف سے تمام مجالس انصار اللہ بھارت کو ایک سرکے بھجوا دیا گیا ہے۔ جہ مجالس اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی مساعی کی رپورٹ دفتر کو بھجوا دیں۔ (قائد تربیت جسے انصار اللہ بھارت)

بقیہ دین کی خدمت ص ۳

اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت دھوئیں گے۔“ (تجلیات الہیہ)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ ایک نہیں نہیں بکثرت غلام عطا کریگا

علم و فضل کے مضامین میں حیرت انگیز ترقیات حاصل کریں

از سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت جوہری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کے وصال کے موقع پر ۱۹۸۵ء کو مسجد فضل لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”جماعت احمدیہ کو اس وصال پر صدمہ تو ہے بڑا گہرا صدمہ ہے لیکن اس صدمہ کے نتیجے میں مایوسی کا اثر نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بے شمار ہیں وسیع ہیں اس کی عطا کے دروازے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جن راہوں میں وہ کھلتے ہیں وہ لامتناہی راہیں ہیں۔ اسی لئے آپ کو اگر خدا ظفر اللہ خاں نہیں بنا سکتا تو اپنی اولاد کو بنانے کی کوشش کریں۔ اور اولاد در اولاد کو یہ بتاتے چلے جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ایک نہیں در نہیں بکثرت آپ کو ایسے غلام عطا فرمائے گا۔ جو عالمی شہرت حاصل کریں گے جو علم و فضل کے مضامین میں حیرت انگیز ترقیات حاصل کریں گے جو بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں کے منہ بند کر دیں گے اور توہین اُن سے برکت پائیں گی ایک قوم یاد تو ہیں ہی نہیں کل عالم کی توہین ان سے برکت پائیں گی۔ خدا کے کہ بکثرت اور بار بار ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیش گوئی کو پورا ہوتا دیکھیں۔“

دوسروں کیلئے نیک نمونہ احمدی طالب علم

”احمدی بچوں کے متعلق میرے نے کئی دفعہ واقعات سنے ہیں کہ ان کے ارد گرد کے بچے کہہ کر ان سے مختلف دکھائی دیتے ہیں اس لئے جب مالک بابا بچے سکول جاتے تو ان کے بچوں کے ساتھ ان سے واضح طور پر پوچھتے ہیں کہ تم کیسی تربیت کر رہے ہو تمہارے بچوں کے اخلاقی و عادات ان دنیا کے عام بچوں سے حیرت انگیز طور پر بہتر ہیں اور بہت سی جگہ احمدی بچوں کو عملاً داد دینے کے لحاظ سے کلاس کے لئے نمونہ بنا کر پیش کیا گیا بعض احمدی بچوں نے مجھے خطوں میں لکھا کہ ہماری آستانی یا استاد نے ہمیں کہا کہ کلاس میں لیکچر دو کہ تم کیا ہو اور جو تم ہو یہ کس طرح بنے ہو۔۔۔۔۔۔ جو احمدی طالب علم آلتا کرتے ہیں (یعنی دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنتے ہیں۔ ناقل) خدا کے فضل سے اگر وہ دعا گو ہوں اور نیکی ہو تو اس کو بھل بھی لگتے ہیں اور بالعموم میں نے دیکھا ہے کہ جیسا تبلیغ کرنے والا ہو غموماً اس سے فیض یافتہ ہوا احمدی بھی اس کے اخلاق کی کچھ نہ کچھ جھلکیاں ضرور اخذ کر لیتا ہے اس کی ادائیں ویسی ہی

ہو جاتی ہیں۔ اس کی قلبی کیفیات بھی اس بچے پر چل پڑتی ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے ایک احمدی لڑکی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نیک اعمال نیک فطرت اور اچھا اثر رکھنے والی بچی ہے کالج میں پڑھتی ہے وہ ایک لڑکی کو لے کر آئی جسے وہ ایک دفعہ بچے بھی لے کر آئی تھی وہ ایک انگریز لڑکی ہے۔ جب بچہ دفعہ وہ مجھے ملی تو اس نے چند سوالات کئے اور مجھے کہا کہ اسلام میں میری طبیعت تو صرف اس لڑکی کی وجہ سے ہے۔ یہ سب مختلف ہے اس میں سب سے زیادہ اعلیٰ اخلاق ہیں اور اس کی ذات میں ایک ایسی روحانی کشش ہے کہ میں فطرتاً اپنے آپ کو اس کی طرف مائل پاتی ہوں اسی لئے میں نے تو جو کچھ اثر قبول کیا ہے اس کی ذات سے کیا ہے اب آگے جب یہ مجھے مسائل بتاتی ہے تو انہیں سمجھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ صرف ذات کافی نہیں اس لئے شاید چند سوال کئے یا ایک دو کئے اور باقیوں کے متعلق بعد میں باتیں کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اور وہ بھی چلی گئی اب جو چند دن پہلے آئی تو اس نے کہا کہ اس عرصہ میں میں کافی مطالعہ بھی کر چکی ہوں مطالعہ تو جاری رہے گا لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میرا دل یقین سے بھر گیا ہے اور میں بیعت کرنا چاہتی ہوں لیکن خدا کے لئے مجھے رمضان سے پہلے پہلے مسلمان بنالیں تاکہ میرا رمضان ضائع نہ جائے یہ بات جو تم نے کہی ہے اس کے بعد میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی چین محسوس نہیں کروں گا۔ اگر میں تمہیں فوراً اسلام میں لے آؤں تو داخل نہ کر لوں مطلقاً ختم ہونے پر۔ آخر پر اس نے بیعت کی آخری ملاقات تھی بیعت کے بعد مجھے اتنی خوش محسوس ہوئی کہ میں نے بے اختیار اُسے کہا **YOU HAVE MADE MY DAY** اس نے بے ساختہ اس کے جواب میں یہ کہا **AND YOU HAVE MADE MY LIFE** میں نے کہا تم نے تو میرا دن بنا دیا۔ اس نے کہا آپ نے تو میری زندگی بنا دی۔ مگر میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دے گا اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ فروری ۱۹۹۲ء مطبوعہ بدر ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء)

نوناہالان جماعت سے خطاب

نوناہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے پر ہے یہ شرط کہ ضائع مریضام نہ ہو چاہتا ہوں کہ کڑوں چند نصائح تم کو تاکہ پھر بعد میں مجھ پر کوئی الزام نہ ہو جب گذر جائیں گے تم یہ طریق سب بار فستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز یہ تو خود اندیشی ہے گر نیر الہام نہ ہو تم مدبر ہو کہ جبریل ہو یا عالم ہو ہم نہ خوش ہو گئے کبھی تم میں گرا سلام نہ ہو تم نے دنیا میں جو کی فتح تو کچھ بھی نہ کیا نفس و حسی و حفا کیش اگر آرام نہ ہو

(از کلام محمود)

دینی مدرسہ قیام کے متعلق سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک تاریخی خطاب

تعلیم الاسلام اسکول قائم ہے اور دینی علوم کیلئے الگ مدرسہ جاری ہو

قادیان دارالافتاء سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور میں ہے تعلیم الاسلام اسکول کے لئے ۱۸۹۸ء میں جاری ہو کر باقی اسکول کے پنج چکا تھا۔ بعد میں ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے الگ سے ایک دینی مدرسہ کے قیام پر خطاب فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء میں یہ مدرسہ جاری ہوا۔ اور پھر ۱۹۲۸ء میں جامعہ اصدیہ بنے گیا۔

(۱)۔

میں نے یہ امر پیش کیا تھا کہ ہماری جماعت میں سے ایسے لوگ تیار ہونے چاہئیں جو واقعی طور پر دین سے واقف ہوں اور اس لائق بھی ہوں کہ وہ ان حملوں کا جو بیرونی اور اندرونی طور پر اسلام پر مہر ہے ہیں۔ پورا پورا جواب دے سکیں۔ اسلام کی اندرونی بدعات اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ ان کی وجہ اور جہالت سے ہم کا فرہارے گئے ہیں اور ہم ایسی کلمہ ہمت کی نذر سے دیکھے گئے ہیں کہ حال کے مخالف علماء کے فتوؤں کے موافق ہماری جماعت مسلمانوں کے قبرستان میں بھی داخل ہونے کے قابل نہیں۔

اندرونی طور پر حالت یہ ہے کہ اور بیرونی دشمن اور مخالف ہمارے فرقہ سے اسی درجہ مخالفت اور عداوت رکھتے ہیں اور اس حد تک ہم کو اور ہماری جماعت کو بڑا کہتے ہیں گویا ہم سے ذاتی عداوت ہے اور کسی فرقہ سے ایسی عداوت نہیں عیسائی پادریوں کے بیمنہ پر بھاری پتھر بھی جماعت سے آریوں کی نظر کے سامنے سخت دشمن ہم ہی معلوم ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کے دو وجہ معلوم ہوتے ہیں اول یہ کہ ان لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ کبر بستہ ہو کر کفر اور مخالفوں کے طریق کو دور کرنا ہمارا ہی کام ہے۔ ہم میں تفاق کا شعبہ نہیں پایا جاتا۔ اور حقیقت میں ہر شخص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی طرف سے اگر تبلیغ کرتا ہے اس میں تفاق ہوتا ہی نہیں پس ہم چونکہ ان کی ہاں میں ہاں نہیں لاتے اور اظہار حق سے نہیں رکھتے اور نہیں دبتے اس لئے طبعاً ہم انہیں بڑے معلوم ہوتے ہیں اور ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان کے اعمال کا عکس دوسرے کے دل پر ضرور پڑتا ہے اور ان تو ان حیوانات میں بھی یہ بات

پائی جاتی ہے۔ مثلاً اگر ایک بکری کو جس نے ساری عمر میں کبھی بھیڑیے کو نہ دیکھا ہو۔ اور ایسا ہی بھیڑیے نے بھی نہ دیکھا ہو۔ تاہم جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کے دل پر وہ اثر جو ان کے تعلقات کا ہو سکتا ہے ضرور پڑے گا۔ اسی طرح پر یہ ہمارے مخالف فطرتاً جانتے ہیں کہ ہمارے غلط عقائد کا استیصال اس فرقہ کے ذریعہ ہوگا۔ اور اس لئے وہ فطرتاً ہمارے دشمن ہیں۔ اور فی الحقیقت یہ سچی بات ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اس کا اثر سب پر پڑتا ہے۔ سیر دل اور کافر بھی اس

اثر کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی نیک طینت اور سچا الفطرت بھی اس اثر سے متاثر ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کی غرض ہر بدی کی اصلاح ہوتی ہے اس لئے ان بدیوں کے حامی اس کی مخالفت کو ضرور اٹھتے ہیں۔ پھر ہم مخالفت سے کیونکر بچ سکتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے اور آپ نے دعوت کی توجہ قدر مخالفت کی گئی اور بقدر دکھ آپ کو دیئے گئے کسی جھوٹے پیغمبر کو نہیں دیئے گئے خود آپ ہی کے زمانہ میں جھوٹے پیغمبر بھی اٹھے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ مسلمان کذاب اور سودغی کو بھی اس قسم کے دکھ دیئے گئے۔ اور ابھی بھی ویسی مخالفت

کی گئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ دکھ دیا گیا کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ بیان کریں اور نہ الفاظ مل سکتے ہیں کہ ان کی تفصیل پیش کریں۔ اور آپ کے بالقابل جھوٹے پیغمبر کو کوئی دکھ نہیں دیا گیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فطرتاً دلوں پر اثر پڑ گیا تھا کہ یہی شخص ہے

جو اس کفر اور بدعت کو جو اس وقت پھیل رہی ہے دور کر دے گا۔ اور آخر وہ ہو کر رہا۔ اسی طرح ہمارے ہمارے مخالفت کی جاتی ہے۔ یہ ہمارے مخالف طبعاً یقین کرتے ہیں کہ ان کے غلط عقائد کا استیصال ہمارے ہی ہاتھ سے ہوگا۔ (ایڈلٹ اللہ بنصوہ ایڈیشن) اس لئے وہ فطرتاً ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہم کو دکھ دینے میں کوئی کمی نہیں کرتے مگر ان کے یہ دکھ اور ایذا نہیں اپنے کام سے نہیں روک سکتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ آج کل ہم بہت سی غریب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہمیں بس ہے۔ ہمیشہ ہمارے خلاف یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جب اور جس طرح کسی کا بس چلے اس تھوڑی سی توہم کو نابود کر دیا جاوے یہ تو اللہ ہی کا فضل ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرتا ہے ورنہ مخالفت کی تو یہ حالت ہے کہ اگر کوئی بیرونی مخالف مقدمہ کرے تو اندرونی مخالف اس سے سازش کرتے ہیں اور اس کو ہر قسم کی مدد دیتے ہیں اور اگر کوئی اندرونی مخالف حملہ کرے تو بیرونی دشمن اس سے اٹھتے ہیں اور پھر سب ایک ہو کر مخالفت میں اٹھتے ہیں۔ ان ساری مخالفتوں۔ عداوتوں کے میں دیکھتا ہوں اور برداشت کرتا ہوں اور مجھے یہ سب بے حقیقت نظر آتی ہیں۔ جب خدا تعالیٰ کے وعدوں پر نظر کرتا ہوں۔

(۲)۔

پس یہ کفر ضروری امر ہے کہ ایک عجم ایسے لوگوں کی ہر جوان تمام اعتراضات کا بخوبی جواب دے سکے۔ آج کل کے مناظروں اور مباحثوں کی حالت اور بھی بری ہو گئی ہے کہ اصول کو چھوڑ کر فروع میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اس اصل کو کبھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے کہ جب کسی گفتگو

ہو تو وہ ہمیشہ اصول میں محدود ہو۔ لیکن یاد ہو اس طریق کو پسند نہیں کرتے وہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے اس سے نکلتے ہیں اور فروعیات میں اگر کچھ جاتے ہیں ایسے لوگ اس امر کی بھی پابندی نہیں کرتے کہ پہلے اپنے گھر کو دیکھ لیں کہ دوسرے نہ سب پر جو اعتراض کرتا ہوں وہ میرے گھر میں تو کسی تعلیم پر وارد نہیں ہوتا بلکہ ان کی غرض صرف اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ حق کو لینا نہیں ہوتا۔

ایک آریہ پر اگر نیوگ کا اعتراض کرو تو وہ قبل اس کے کہ نیوگ کی حقیقت اور خوبی بیان کرے بلا سوچے سمجھے جھٹ اعتراض کر دیکھا کہ تم میں متغ ہے۔ حالانکہ اول تو متغ ہے ہی نہیں اور علاوہ ہر متغ کی حقیقت تو اتنی ہے کہ وہ سعادتی طلاق ہے طلاق کو نیوگ سے کیا نسبت اور کیا تعلق جو شخص شخص حصول اولاد کے لئے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستہ کرتا ہے وہ طلاق پر اعتراض کرے تو تعجب نہیں تو کیا ہے؟

غرض اعتراض کر نیوالوں کی یہ حالت ہے اور نہایت شوخی اور بے باکی کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے میں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے۔ اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں طیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کے سیکس ہم تو باہر ہیں اور اگر اور تیار نہ ہوں تو پھر مشکل پیش آتی ہے۔ میرا دعا مستقر ہے کہ آپ لوگ مددیر کریں۔ خواہ کسی پہلو پر صاف کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان لکھ آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غریبان کی واقفیت بھی رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غریبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف

انگریزی پڑھیں۔ نہیں اور زبانیں ہیں پڑھیں اور سنسکرت میں پڑھیں تاکہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی اصلیت ظاہر کر سکیں۔ اس وقت تک وید گویا دفنی پڑے ہوئے ہیں کوئی ان کا مستند ترجمہ نہیں اگر کوئی کیسے ترجمہ کر کے صادر کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ جن قوموں میں تم اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو ان کی زبانوں کی واقفیت نہ ہو۔ اور ان کی کتابوں کو پڑھ لیا جاوے مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہو سکتا۔ مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم نے تحفۃ الہند نام ایک کتاب لکھی۔ اندر میں نے اس کا جواب دیا۔ اور بڑی گاہیلی دی اسلام پر اعتراض کر دیئے۔ اگرچہ اس کی بعض کتابیں جلا دی گئی تھیں۔ مگر انہیں اعتراضوں کو لے کر نہ ہٹا دیا نہ صاحب نے پیش کر دیا۔ اگر مولوی عبید اللہ صاحب نے وید پڑھتے ہوئے تو وہ ویدوں سے ان کا جواب دیتے۔ غرض زبان کا کھنا ضروری ہے۔

— (۳) —

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں بہت ہی کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے عقلی اعلیٰ درجہ کے ہوں ورنہ اکثر وہ سراسر اوق ہو جاتی ہے پس ایسے کمزور قوی کے لئے کچھ بہت صحت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر اس میں گہرا ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لوگ کے تیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور وہ فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کے مشکلات ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس سوال پر بہت فکر کیا جاوے ہاں یہی یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں ان کا آنا بھی بے سود نہیں ہے ان میں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے۔ اسلئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا بھی مناسب نہیں ہے میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہیئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد حسن صاحب یا مولوی حکیم نور الدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا دم لگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم

ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طلب کی تعلیم بھی زبانی ہوتی آئی زبانی تعلیم سے سب سے طالب علموں کو خود بھی فوٹے اور کام کرنے کا طریق آ جاتا ہے خصوصاً جبکہ معلم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدہ ہوتے ہیں کہ اگر ہر کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فائدہ نہ ہوتا۔ اس لئے اس کا التزام ضروری ہے تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے ان کے حقائق و معارف بیان کئے جاویں اور ان کی تائید میں احادیث کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جاویں اور اس کے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھول کر ان کو بتائی جاوے تاکہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے ان کو آگاہ کیا جاوے۔ اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو۔ یعنی کسی ہفتہ کچھ اور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا گیا تو میں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ تیاری کر لیں گے۔ نری عربی زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان میں عربوں کے اخلاقیہ عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہنچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسانی قرآن کریم کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھا۔ ایسی حالت میں تو پتہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے لوکل لک لک پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا۔

سادہ ترجمہ پڑھ لینے سے آنا فائدہ نہیں ہوتا ان علوم کا جو قرآن شریف کے خادم ہیں واقف ہونا ضروری ہے اس طرح پر قرآن شریف پڑھا یا جاوے اور عہد حدیث اور اس طرح پر ان کو اس سلسلہ کی سچائی سے آگاہ کیا جاوے

اور ایسی کتابیں تیار کی جاویں جو اس تعلیم کے ساتھ ان کے لئے مفید ہوں اگر یہ سلسلہ اس طرح برپا رہا ہو جاوے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مقاصد کا بہت بڑا مرحلہ طے ہو جاوے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ بیان کو نوا لے تقسیم اوقات کے ساتھ بیان کریں اور پھر وہ ان بچوں سے امتحان لیں غرض میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ تم نے سن لیا ہے اور میری اصل غرض

انتظام اور مشاؤ کو تم نے سمجھ لیا ہے اس کے پورا کرنے کیلئے جو جو تجاویز اور پھر ان تجاویز پر جو اعتراضات ہوتے ہیں وہ بھی تم نے بیان کر دیئے ہیں اور میں سن چکا ہوں میں مدرسہ کی موجودہ صورت کو بھی پسند کرتا ہوں اس سے نیک طبع بچے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں چاہئے کہ محال یدلائل کلمہ لایترک کلمہ تجربہ کے طور پر سو دست ایک سال کے لئے ہی ایسا انتظام کر کے دیکھو کہ ہفتہ وار جلسوں کے ذریعہ ان کو دینی ضروریات سے آگاہ کیا جاوے۔ ہاں عربی زبان کے لئے معقول انتظام ہونا چاہیئے اگر اس سلسلہ کے لئے کچھ نہ ہو تو پھر ہاں آتش درکار والی بات ہوگی گویا زبانی تو سب کچھ ہوا مگر عربی اور حقیقی طور پر کچھ بھی نہ ہوا۔ اس بات کو بھی زیر نظر رکھ لو کہ اگر ان بچوں پر اور بوجھ ڈالا گیا تو وہ پاس ہو سنے کے خیالات میں دوطرفہ محنت نہیں کریں گے۔ ایک ہی طرف کوشش کریں گے۔ اور اگر علیحدہ تعلیم ہوگی تو اس کے لئے وقت وہی ہے وہ بڑھ نہیں سکتا۔ اس لئے ایک تو وہی صورت ہو سکتی ہے جو زبانی تعلیم کی میں نے بتائی ہے اور ایک اور یہ صورت ہے کہ وہ بچے جو پاس اور نفل کی پروا نہ رکھیں بلکہ ان کی غرض خدمت دین کے لئے تیار ہوں تو اور محض دین کے لئے تعلیم حاصل کریں۔ ایسے بچوں کے لئے خاص انتظام کر دیا جاوے مگر ان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ علوم جدید سے انہیں واقفیت ہو ایسا نہ ہو کہ اگر علوم جدیدہ کے واقف کسی نے اعتراض کر دیا تو وہ غامض ہو جاویں اور کہیں کہ میں تو کچھ معلوم نہیں۔ اس لئے موجودہ علوم سے انہیں کچھ نہ کچھ واقفیت ضروری ہے تاکہ وہ کسی کے سامنے شرمندہ نہ ہوں اور ان کی تقریر کا اثر زایل نہ ہو جاوے محض اس وجہ سے کہ وہ دین شریعہ ہاں ایک جماعت یہ ہو کہ وہ دونوں علوم

حاصل کر سکیں اور بجائے خود انہیں کثرت کی پیمانہ ہو۔ پھر اس پر مشکل یہ ہوگی کہ اوستا و متعدد اور مقررہ غرض ہر بچہ کو سوچ کر یہ انتظام کرنے کی بات ہے۔ اس لئے میں جب ان تمام امور کو مد نظر رکھ کر سوچتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں اور سمجھ نہیں سکتا کہ ہمارا جو مطلب ہے وہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے؟

اگر موجودہ صورت ہی کو قائم رہیں اور کوئی انتظام نہ کیا گیا تو پھر ان ساری تقریرات سے فائدہ کیا ہوا؟ اور اگر اس پر مفاہیم بڑھادیں تو سنا دوا دیا کرتے ہیں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور ساتھ ہی لڑکوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ کو مد نظر رکھو کہ ایسے لوگ تیار ہو جاویں گے۔ اس لئے کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے سامنے تیار ہوں خدا تعالیٰ نے جو نور عیالیہ کو حکم دیا کہ وامنع الفلک باعینا تو کشتی ہمارے سامنے بنا اسی طرح پر میں اسی جماعت کو اپنے سامنے تیار کرنا چاہتا ہوں۔ فائدہ اسی سے ہوگا۔

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک ہفتہ پوری محنت میں رہے اور اسے ہماری تقریریں سننے کا موقع ملے جاوے کہ وہ مشرق و مغرب کے مولوی سے بڑھ جاوے گا۔ اس لئے جو کچھ ہو میرے سامنے ہو۔ آپ لوگ اس کی فکر کریں میں اس امر میں تمہارے ساتھ اتفاق رائے کرتا ہوں کہ مدرسہ کو توڑنا نہ چاہوے۔ ان کے لئے تعطیل کا دن مناظرات اور دینیات کے واسطے قرار دیا جاوے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں کہ سب سب مولوی ہی ہو جاویں اور نہ ایسا ہو سکتا ہے ہاں اگر ان میں سے ایک بھی نکل آئے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا مقصد پورا ہو گیا۔ اور باقیوں کو کم از کم اپنے دین ہی کی خبر ہو جاوے گی اور وہ غیر قوموں کے فتنہ میں نہ پڑیں گے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں۔ بلکہ ان کے سچے خواہ اور ہمدرد ہم ہیں لیکن کیا کریں ہمارا ملک اس جزا کی طرح ہے جس کو ایک چوڑے کے چیرا بڑھتا ہے اور پھر وہ اسی پر رسم لگاتا ہے۔ بے خوف مریض چوڑے کے چیرنے کے وقت شور مچا تکھنہ۔ حالانکہ اگر وہ بچے تو اس چوڑے کو چیرنے کی اصل غرض اسی کے مفید مطلب ہے کیونکہ جب تک وہ چیر نہ جاوے گا اور اس کی آتش دوزخ کا جوا بھگتہ اپنا فساد اور بڑھائے گا اور زیادہ مضر اور مہلک ہوگا۔

۲۰۔ اسی طرح پر ہم مجبور ہیں کہ انکی غلطیاں ان پر ظاہر کریں اور صراط مستقیم ان کے سامنے پیش کریں جب تک وہ صراط مستقیم اختیار نہ کریں گے تو کیا بن سکتے ہیں؟

انٹرویو

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظر تعلیم

مکرم جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ سے ایک ملاقات

بہار کے تعلیمی نمبر کے لئے ہم نے صدر انجمن احمدیہ
قادیانہ کے ناظر تعلیم مشہور جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ سے
بھی ایک ملاقات کی اور ان سے موثر حمایت قادیانہ
اور سندھستان کے تعلیمی اداروں اور جماعت احمدیہ کی تعلیم
سے خدمات کے متعلق گفتگو کی جس سے ہم ذیلہ طریقے اپنے قارئین
کے اذیاد عالم کے لئے درج کر رہے ہیں۔ (صدیر)

صل ۱۔ جماعت میں شعبہ تعلیم کی ابتداء
و مقاصد پر کچھ روشنی ڈالئے ؟
رج ۱۔ بیرونی ماحول سے جماعت کے
بچوں کو بچانے کیلئے اور اس خیال سے
کہ جماعت کے بچے جہاں دنیوی تعلیم
حاصل کریں ساتھ ہی ان کو دینی تعلیم
بھی دے سکیں۔ سیدنا حضرت سید محمود
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء میں
تعلیم الاسلام سکول کا اجراء فرمایا اور
پھر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ
سکول میٹرک تک ترقی کر چکا تھا۔ سب
سے پہلے ہائیڈ ماسٹر اس سکول کے حضرت
سید یعقوب علی صاحب نرفانی رضی اللہ
شہادت تھے۔

شروع میں تو چھوٹے پیمانے پر ہو
 ۱۴۸۸ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
 رضی اللہ عنہ کے دور میں سکولوں اور کالج
 میں اضافہ ہوا اور نظارتوں کا قیام عمل
 میں آیا۔ تو ساتھ ہی شعبہ تعلیم کا بھی
 آغاز ہوا۔

معنی :- آپ فرما رہے تھے کہ پارٹیشن سے پہلے ہی تعلیم الاسلام کالج بن چکا تھا اس کالج کی پارٹیشن سے پہلے کیا کارکنز اور یاں رہیں ؟

حجۃ اللہ تعالیٰ اس کے فضل سے جماعت
نے تعلیم معیار کو اونچا اٹھانے کے لئے اور
احمدیوں کو تعلیم کے میدان میں ترقی کے
لئے شروع سے ہی دھیان دیا اور ایسے
بچے جو تعلیم میں اچھے تھے یہ پالیسی رہی
ہے کہ ضائع نہیں جانے چاہئیں ایسے
شعور والے ذہن اگر ضائع جائیں گے تو
وہ بیماری کو تاہی اور غفلت ہو گئی اور
ہم ذمہ دار ہیں۔ محض اللہ کے فضل سے
جماعت نے شروع سے ہی ایسے ذہن
بچوں اور طلباء کا خیال رکھا ہے۔ جیسے
کہ آئیں جانتے ہیں کہ جماعت میں سر محمد

ظفر اللہ خان صاحب ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب نوبل انعام یافتہ ہیں جو کہ تمام مسلمانوں میں واحد ایسے سائنسدان ہیں جن کو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ اللہ کے فضل سے احمدیہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور جماعت نے ان کی تعلیم کا شروع سے ہی خیال رکھا ہے اسی طرح مرزا مظفر احمد صاحب وہ بھی جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں جو کہ ورلڈ بینک میں اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ تو اللہ کے فضل سے جماعت نے تعلیمی لحاظ سے بہت سی قابل شخصیات سے نوازا ہے اس کے علاوہ بہت سے P.H.D. سکالرز ہیں جو کہ اپنی اپنی خدمات سے مختلف جگہوں میں سر انجام دے رہے ہیں۔

سوی :- اُس زمانے میں اس کالج
کا کیا مقام تھا ؟

حج ۱۔ تعلیم الاسلام کالج کراچی میں
 سے پہلے بہت مقام تھا۔ نہ صرف
 یہ کہ تعلیمی لحاظ سے اپنے علاقے میں
 شہرت رکھتا تھا بلکہ جہاں تک کھیلوں
 کا تعلق تھا اس لحاظ سے بھی مشہور
 تھا اور ہماری جو ٹیمیں خاص طور
 پر والی بال فٹ بال کا ٹیمیں بہت مشہور
 تھیں اور بڑی بڑی دور جا کر میچز
 کھیلا کرتی تھیں اور ابھی بھی بہت سے
 لوگ یاد دلاتے ہیں کہ آپ کا بزمعباد
 تھا تعلیم کے لحاظ سے بھی اور کھیل
 کے لحاظ سے بہت ادنیٰ تھا۔

جہاں تک اس کی بلڈنگ کا تعلق ہے پنجاب میں جتنے بھی کالجز ام نے دیکھے ہیں خالصہ کالج امرتسر کے بعد اگر دیکھا جائے تو تعمیر کے لحاظ سے اللہ کے فضل سے یہ بلڈنگ ایسا منفرد مقام رکھتی ہے نہ صرف

یہ کہ بلڈنگ کا سہولیات تمہیں ملے اس کے ساتھ جو ہو سٹل کا اچھا انتظام تھا وہ بھی قابل تعریف تھا علاوہ ازیں یہاں تک لیبارٹری اور مخصوص لائبریری کے علاوہ ٹریننگ کے لئے بھی کافی انتظام تھا یہاں تک کہ پارٹیشن کے بعد بھی یہاں پر ایک ہوائی جہاز موجود تھا جس کو دیکھنے کے لئے عام طور پر لوگ آتے تھے۔

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب جو کہ بعد
میں حضرت خلیفۃ المسیح اثنائت کے طور
پر منتخب ہوئے وہ تعلیم الاسلام ہائی
اسکول کے پرنسپل رہ چکے ہیں ان کے
زمانے میں اللہ کے فضل سے کالج نے
بہت ترقی کی۔

س:۔ اس وقت یہ کالج کسے
یوزیشن میں ہے؟

رج: یہ ایسا ہے کہ پارٹیشن کے بعد جو جائیداد میں عقیقین خاص طور پر وہ ایو کورڈ ڈیکلیر ہو گئیں سرکار کی طرف سے اور بعد میں صدر انجمن احمدیہ قادیانہ کی طرف سے ان کو ریلیز کرالے کی کارروائی کی گئی۔ اس سے پہلے کہ یہ پراپرٹی ریلیز کرالے جو سکیم نیشنل کالج لاہور میں تھا وہاں سے انہوں نے اپنا کالج شفٹ کر کے اس بلڈنگ کو اپنے قبضے میں لیا اور یہیں سے سکیم نیشنل کالج چلانے کی کارروائی کی چنانچہ بعد میں جب ۵۹ میں یہ پراپرٹی ام کو ریلیز ہوئی تو اس پر قبضہ ملنا تو مشکل بات تھی لہذا یہ کوشش کی گئی کہ اسے کرائے پر دیا جائے اس وقت ام اس یوزریشن میں بھی نہ تھے کہ کالج چلتے لہذا یہ بلڈنگ کرائے پر دے دی گئی اس وقت یوزریشن یہ ہے کہ

ملکیتی حقوق صدر ایجنسی احمدیہ قادیان
کے ہیں اور یہ بلڈنگ ماہوار کرائے پر دی
گئی ہے۔

میں اسے اگر یہ بلڈنگ جماعت کو مل جائے تو کیا جماعت یہاں کا بیج چلانا چاہیے گی؟

رج :- بڑا اچھا سوال کیا آپ نے
۱۹۹۱ء کے بعد جب حضورؐ کی قادیان
آشریف لائے تھے۔ اسی وقت حضور
انور نے بھی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر یہ
بلڈنگ مل جائے تو ہم اپنا انتظام کر کے
اس کالج کو چلا لیں نہ صرف اسے پھیر
سے چلائیں بلکہ علاقے میں انٹر نیشنل ہائی
سکول اسی طرح انجینئرنگ کالج قائم
کرنے کی کاروائی کریں۔ لہذا اس کالج
کے حاصل کرنے کی صورت یہی تھی کہ ان
کی مینجمنٹ سے بات کی جائے اور جب
تک مینجمنٹ قائل نہیں ہوتی اس وقت
تک کالج ملنا مشکل تھا اور ہائی لیوٹی پر
بات چیت کی بھی گئی تھی لیکن ابھی کچھ
حل نہیں نکلا۔ انشاء اللہ اگر کبھی ہوا
اور کوشش بھوں کی جا رہی ہے کہ اس
کالج کو ہم اپنی تحویل میں لے کر اسے خود
چلائیں۔

سہ!۔ پارٹیشن کے بعد اس وقت ہماری
کون سے تعلیمی ادارے نفاذ تعلیم کے تحت
چل رہے ہیں؟

رج :- قادیان میں اس وقت بنیادی طور پر تین ادارے چلائے جا رہے ہیں ان میں سے ایک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ہے دوسرا نصرت گریز ہائی سکول نورپور نصرت گریز کالج جو کہ اکیڈمی کے طور پر ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ احمدیہ ہے جہاں پر مبلغین تیار کئے جا رہے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کائنات سال کا کورس

ہے مجددہ سے لے کر درجہ ثالثہ تک اس سال اس میں گنتے ہیں اس وقت اللہ کے فضل سے سمو کے قریب طالب علم اس میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ جو تقریباً ہندوستان کے تمام صوبوں سے آئے ہیں۔ علاوہ از یہ بیرونی عاملک سے بھی اس طورہ داخلہ لیا جاتا ہے اور اب جو نئی اعطیاء مٹی ہے حضور کی طرف سے کہ دستبر میں دو طالب علم تنہائی لیفٹ سے تعلیم حاصل کر رہے کے لٹے قادیان آ رہے ہیں اس کے علاوہ سری لنکا سے بھی تین طالب علم تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

تمام اخراجات تراعت برداشت کرتے ہیں۔ ان کے کھل کو طعام رہائش ہر طرح کی سہولیات تراعت کا طرف سے کئے جاتے ہیں۔

س۔ نادیان کے علاوہ کیا ہندوستان میں بھی ہمارے کچھ تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔ جی امرتسر کے علاوہ ہندوستان میں بہت سی جگہوں پر ہمارے تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔ صوم کیر میں ۶۹۲ چار سکولوں کا اجراء کیا گیا۔ اور یہ فیصلہ امر انگلش میڈیم سکول کے نام سے چلا جائے ہیں۔ ان میں سے ایک اسکول کالیکٹ میں ہے ایک کوڈائی میں ایک ہینگاڈی میں اور ایک سکول کوڈائی میں ہے۔ یہ چار اسکول ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ۶۹۲ میں شروع ہوئے اور ۶۹۳ میں ان کو آپ گریڈ کیا گیا۔

فرسٹ اسٹینڈرڈ ببول تک ان کے بعد جون ۶۹۴ میں اسے سکینڈ اسٹینڈرڈ ببول تک آپ گریڈ کیا گیا۔

کالیکٹ اسکول ۱۰-۱۱-۱۲ میں ۶۹۳ میں چل رہا تھا۔ اب اسے سکینڈ میں آپ گریڈ کیا گیا ہے۔ اس میں ۶۹۳ تک ۴۴ اسٹوڈنٹس ان تین کلاسوں میں تھے۔ اس میں ۲۴ غیر احمدی اسٹوڈنٹس ہیں۔

اس طرح الٹر کے فنڈل سے ہمارے سب ڈائی سکول ۶۹۳ تک یہ بھی ۱۰-۱۱-۱۲ فرسٹ اسٹینڈرڈ تک تھا۔ اب اسے سکینڈ اسٹینڈرڈ تک آپ گریڈ کیا گیا ہے۔ اس میں ۸۱ اسٹوڈنٹس تھے جس میں ۱۴ مسلمان تھے باقی نان مسلم تھے جو اس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اسی طرح قتل امر انگلش میڈیم اسکول پلیٹنگاڈی میں شروع کیا گیا یہاں بھی ۶۹۳ تک تین کلاسز تھیں۔ جنہیں اب آپ گریڈ کیا گیا ہے اور اسٹوڈنٹس کی تعداد ۶۲ تھی جس میں سے ۱۹ احمدی تھے اور ۲۰ غیر احمدی اور باقی غیر مسلم طلباء تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

اسی طرح ہمارا انگلش میڈیم فنڈل عمر اسکول کوڈائی میں چل رہا ہے۔ یہاں پر اسٹوڈنٹس کی کل تعداد ۳۹ ہے۔ ۳۹ مسلم ہیں جن میں سے ۱۰ احمدی ہیں اور باقی غیر مسلم بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں یہاں بھی تین کلاسز تھیں اور جون ۱۹۳ میں اب

مسیکٹ اسٹینڈرڈ تک آپ گریڈ کیا گیا ہے۔

یہ تو نئے ہمارے کیرلہ میں چلائے جانے والے اسکولوں کی پوزیشن اسی طرح جو صوبہ بنگال آسام ہے اور بھی تعلیمی معیار کو ادنیٰ اٹھانے کیلئے اور بچوں کو تعلیم دلانے کے لئے تیار ہوئی (آسام) میں ایک اسکول کا اجراء ۶۹۱ میں کیا گیا اس کو بھی مرکز کی طرف سے گرانٹ دیا جاتی ہے۔

۶۹۲-۶۹۳ میں ۳۶۰ روپے گرانٹ کا صورت میں ان کو دیے گئے۔ یہاں پر اللہ کے فضل سے جو ابھی شروع ہی کیا گیا ہے ۲۲ بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جہاں تک کیرلہ کے اسکولوں کا تعلق ہے ذکر کیا تھا۔ اس میں جب ۶۹۲ میں اسکولوں کو چلایا گیا اس وقت بھٹ میں ایک لاکھ ۵۰۰۰ روپے کی گرانٹ دے کر چار اسکولوں کا اجراء کیا گیا تھا۔ پھر ۶۹۳-۶۹۴ میں دو لاکھ ۱۰ ہزار روپے گرانٹ کے طور پر دیئے تاکہ اسکولوں کو بہتر رنگ میں چلا سکیں پھر ۶۹۳-۶۹۴ میں ایک لاکھ ۱۱ ہزار روپے گرانٹ کی شکل میں دیا گیا۔ یہ اللہ کے فضل سے آہستہ آہستہ خود کفیل ہو رہے ہیں ۶۹۵-۶۹۶ میں ان کو ۲۸ ہزار ۶۰ روپے گرانٹ کی شکل میں رہنما پر ضرور ہے۔

تاپا جوی کے علاوہ بنگال بیچ بھرت پور اور سورسوری گھاٹ میں تعلیم معیار کو بہتر بنانے کے لئے ایک بھٹ کی تشکیل کا بھی دہانہ پر کچھ لوگوں نے زمینیں عطیہ دی ہیں۔

۱۰-۱۱-۱۲ پر باؤنڈری کرنے اور سکول قائم کرنے کے لئے دو لاکھ ترنالیس ہزار دو سو روپے کے اخراجات ہیں۔ جو یہاں سے بھجوا دیئے گئے ہیں۔

انشاء اللہ بھرت پور اور سورسوری گھاٹ میں بھی تمام کمرے شروع کر دیں گے اور تعلیمی معیار وہاں بھی اونچا ہوگا۔

اسی طرح بنوں اور کشمیر میں بھی ہمارے اسکول اللہ کے فضل سے ناصر آباد ہسنور یاری پورہ رشتی نگر ہاری پاری گام چار کوٹ ۶ جگہوں پر چل رہے ہیں۔ ناصر آباد میں ۱۹ ہے۔ یہ ۱۰ کلاس تک ہے۔ اللہ کے فضل سے یہاں بچوں کی تعداد چار صد ہے جس میں احمدی وغیرہ احمدی

صوبہ خاں ہیں ان کو شروع سے ہی گرانٹ کی شکل میں امداد کا جاتی رہی ہے جس کی لمبی تفصیل ہے اور اب آہستہ آہستہ سکولوں کو کفیل ہوتے جا رہے ہیں۔

پانچ سالہ منصوبہ ہم نے ان اسکولوں کا تیار کیا ہے اور انکشی منظوری ان کی ہوئی ہے کہ ہر سال ان کی زمین کو رقم بھٹ کے مطابق ہر سال بیچتے ہیں۔

آسنو میں جو اسکول ہے ۱۰-۱۱-۱۲ میں شروع ہو کر سکینڈ اسٹینڈرڈ تک اسکول ہے اور ۱۵۹ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور اسٹاف ممبرز ۱۱ ہیں۔

یاری پورہ کا اسکول ۱۹۸۷ میں شروع ہوا۔ یہ ۱۰-۱۱-۱۲ میں ہو کر ۸ اسٹینڈرڈ تک یہ اسکول ہے۔ اس میں طلباء کی تعداد ۱۸۵ ہے۔ جس میں احمدی غیر احمدی متعلق ہیں۔ اور اسٹاف ممبرز کی تعداد ۱۲ ہے۔ اسی طرح رشتی نگر میں ہمارا جو اسکول چل رہا ہے ۱۰-۱۱-۱۲ میں ۱۱۶ طلباء تک ہے اور یہاں سات اسٹاف ممبرز تعلیم دے رہے ہیں۔

ہاری پاری گام میں جو اسکول چل رہا ہے وہ ۱۰-۱۱-۱۲ میں سے لے کر ۶ اسٹینڈرڈ تک ہے۔ اور ٹوٹل طلباء کی تعداد ۸۸ ہے اور ۶ اسٹاف ممبرز پڑھائی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

چھٹا اسکول چار کوٹ میں ہے۔ یہ ۹۲ میں شروع ہوا ہے اس لئے یہ پہلے مراحل میں ہے نہری سے لے کر ۳ اسٹینڈرڈ تک ۱۲۰ طلباء ہیں۔

اسی طرح کچھ نئی جگہوں کا سروے کیا جا رہا ہے اور اسکول کھولنے کا کاروائی ہو رہی ہے۔

س۔ یہ تو آپ نے بتایا کہ مرکز میں اور اللہ کے فضل سے ہندوستان میں آپ کے تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں ان کے علاوہ جو ہندوستان میں دیگر طلباء یا غریب طلباء میں ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہمارے اس شعبہ سے کہا کاروائی ہو رہی ہے؟

ج۔ ہمارے فنڈل میں تعلیم طلباء و طالبات کی فلاح و بہبود کے لئے دو طرح کی سکیموں پر کاروائی کر رہی ہے ایک یہ سکیم ہے کہ جو نادار طلباء ہیں جو کسی حد تک مالی امداد کے مستحق ہیں ان کو

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کے روٹین کے بجٹ سے وظیفے اور تعلیمی امداد کا بندوبست کرتا ہے۔ اس کے لئے یہ طریق ہے کہ جو بھی طالب علم وظیفہ کا خواہش مند اور مستحق ہوتا ہے وہ اپنی درخواست صدر جماعت کے توسط سے بھجواتا ہے اور اس طرح اسے امداد دی جاتی ہے۔

ایسے طلباء جو اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن کو بڑے لیول پر امداد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے نظارت تعلیم میں مرکز کا فنڈ کی مدد سے ایک امانت قائم ہے ان کا کیس ہم حضور انور کی خدمت میں بھجواتے ہیں اور منظوری ہونے کے بعد ہر قسم کی تعلیمی امداد اس فنڈ سے کی جاتی ہے۔

اسی طرح نہ صرف یہ کہ تعلیمی امداد اور تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں بلکہ ہمارے طالب علم جو کہ اپنی یونیورسٹی یا بورڈ میں اونٹنی دوم صوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں ان کو گولڈ میڈلز دیئے جاتے ہیں کاروائی بھی کی جاتی ہے۔ یہ سکیم خاتما ۱۹۸۰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے شروع کی اور ابھی بھی قائم ہے۔

س۔ یہ جو طلباء ہیں جن کی آپ مالی امداد کرتے ہیں یا طے جات دیتے ہیں اس میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا کتنا فیصد بجٹ تعلیم کی طرف منتقل ہوتا ہے؟

ج۔ تعلیم پر ہم سالانہ ۱۰ لاکھ روپے خرچ کر رہے ہیں۔ ہمارا تمام خرچ تعلیم و تربیت پر ہوتا ہے۔

س۔ اتنے جو کوشش آپ کے شعبہ کی طرف سے ہو رہی ہے تو کیا آپ کچھ اسٹوڈنٹس ایسے نقل پائے ہیں جو اعلیٰ خدمات سرانجام دے رہے ہیں؟

ج۔ اللہ کے فضل سے جہاں تک مدرسہ احمدیہ کا تعلق ہے ہم سب جانتے ہیں کہ نئی نسل کے جتنے بھائی ہیں اسی مدرسے کی پیداوار ہیں یا ہرے تو کوئی آئے نہیں۔ مولوی حمید الدین صاحب شمس ہونے سلطان احمد صاحب ظفر ہونے مولانا محمد قربان صاحب ہونے شروع میں مولوی عبدالغنی صاحب نے نقل ہوئے اور جتنے بھی ہمارے سلسلے کے اساتذہ کرام ہیں وہ جی ٹی ویشی یہ ہیں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ کے فضل سے انہوں نے بڑا نام پیدا کیا ہے۔ اور جہاں تک تعلق ہے باقی اسکول کا یہاں سے بھی اللہ کے فضل سے بہت سے طالب علموں نے نام پیدا کیا ہے۔

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۰)

پرنور روحانی استقبال کی طرف روال ووال

ایک عظیم دینی درس گاہ

مدارسہ احمدیہ

(از۔ محمد یوسف بہت استاد مدرسہ احمدیہ قادیان)

آج سے اٹھارہ سال قبل یہ نہایت مہتمم و زراعتاً احمد قادیانی نے موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ایک صدی نو جوانوں کے اصلاحی تعلیم و تربیت کے لئے اور انہیں روحانیت کے درخشے پیمانہ بنانے کیلئے ایک دینی درس گاہ کے بنیاد رکھے مقصد یہ تھا کہ ایسے خدام اسلام پیدا ہوں اور ایسے مبلغین و مربیان اسلام در سگاہ باہر نکلیں جو علم و دین، معاشرے اور ثقافت اعتبار سے دنیا کے باطل دینے والے ہوں جو بیار و محبت سے اسلام کے سنہری اصول کو دنیا کے سامنے رکھیں اور اسلام کے لئے نئی و صحیح اصلاح کے دلوں کو جیتیں۔

اسے لحاظ سے برصغیر کا یہ وہ مدرسہ ہے جس کے چار دیواریں سے سب رنگ و نرے کاغذ کاغذ کاغذ کے سولے دور بھاگتا ہے۔ (ادارہ)

قبل اس کے کہ مدرسہ احمدیہ کی نمایاں کارکردگی اور موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ اس عظیم الشان درس گاہ کی بنیاد کیسے اور کس وجہ سے کی بنا پر پڑی۔

موعود و مہدی علیہ السلام نے اپنے والد کے مطابق دنیا کی اصلاح کے لئے امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ میں حضرت مہتمم و زراعتاً احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود و مہدی کا بھیجا آپ نے خدا کے اذن سے مسیح موعود اور مہدی معہود کا دعویٰ کیا اور ایک جماعت قائم کی جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا گیا کثیر تعداد میں لوگ جماعت میں داخل ہوتے گئے جن میں بعض بڑے بڑے عالم فاضل بھی تھے۔ جو کہ تبلیغ کے کام میں آپ کے معاون تھے۔ ان علماء میں سے حضرت مولوی عبدالکلیم صاحب سیالکوٹی اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی جب وفات ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خلاف پر تشویش کا اظہار فرمایا اور حضور کا وہن خدائی تصرف کے تحت اس طرف منتقل ہوا کہ آئندہ جماعت میں قادیان کا کلام اور خدمت دین کرنے والے علماء پیدا نہ ہوں کہ کوئی مستقل انتظام ہونا چاہیے چنانچہ حضور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتبہ جاتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالکلیم صاحب جو ایک فاضل آدمی تھے۔ اور انیسویں اب مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی فوت ہو گئے اور بھی بہت سے مولوی صاحبان الگ الگ بہت شرافت

ہوئے ہیں مگر انہوں نے جو مرتبہ ہیں ادا کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر فرمایا مدرسہ (یعنی تعلیم الاسلام سکول) کی طرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی اگر یہاں سے بھی طالب علم لیں گے دنیا کے طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کے لئے خدام پیدا ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۶۳)

احباب سے مشورہ چنانچہ حضور نے اس صورت حال کا جائزہ لینے اور مزید اصلاحی قدم اٹھانے کے لئے بہت سے احباب کو بلا کر ان کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ (تعلیم الاسلام) میں ایسی اصلاح ہونی چاہیے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں جو آئندہ ان لوگوں کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گزرتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا اس مدرسہ کو ایسے رنگ میں دکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان، واعظ اور علماء پیدا ہوں جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہیں (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ ص ۶۳) حضرت اقدس اس ارشاد پر بعض احباب نے تو یہ رائے دی کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو توڑ کر ایک خالص مذہبی مدرسہ کی بنیاد رکھی جائے۔ خود مدرسہ کے ارباب حل و عقد اس بات پر متفق تھے کہ مدرسہ ختم کر دیا جائے مگر حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت حاجزادہ سر اشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس

خال کی مخالفت نہ کی۔ ہر سولے مدرسہ کے قیام و بقا کے لئے انتہائی جدوجہد کی اور حضرت اقدس کے منشاء مبارک کے مطابق یہی مشورہ دیا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام قائم رہے مگر اس میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ حقیقی مقصد کی تکمیل ہو سکے۔

(الحکم جوہلی نمبر ۲ ص ۴۵ کالم ۲)

حضرت اقدس کا فیصلہ اس من میں متعدد تجاویز حضور کے سامنے رکھی گئیں۔ مگر حضرت اقدس نے حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت حاجزادہ صاحب کے خیال کو پسند فرماتے ہوئے مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہی دینیات کی ایک شاخ کھولنے کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے لئے حضور نے ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو جلسہ سالانہ کی تقریر میں نہایت قیمتی ہدایات بھی دیں چنانچہ حضور کے ارشاد سے یہ شاخ "دینیات" جنوری ۱۹۰۶ء کے آخر میں کھل گئی اور اسی شاخ کے قیام سے مدرسہ احمدیہ کی بنیاد پڑی

مدرسہ احمدیہ کا آغاز شاخ "دینیات" کی شکل میں ہے۔

مدرسہ احمدیہ یا "شاخ دینیات" کا آغاز نہایت مختصر رنگ میں ہوا۔ ابتدا میں حضرت قاضی بیدار حسین شاہ صاحب اڈل مدرس اور مولوی فاضل فضل دین صاحب کھاریاں) دو استاد مقرر ہوئے ان کے بعد حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی حضرت مولوی رشید سرور شاہ بھی اس میں مدرس ہو گئے

"شاخ دینیات" کا بجم پرانی پاس طلبہ داخل کئے جاتے تھے انکی پہلی جماعت میں ۱۰ طلبہ داخل ہوئے جن کا اسی سال امتحان ہوا اور ان میں سے نو پاس تیار دیئے گئے علاوہ ازیں پانچ طلبہ مزید داخل ہوئے اس طرح ۱۹۰۶ء میں پہلی اور دوسری جماعت کے طلبہ کی مجموعی تعداد ۱۴ ہو گئی۔

مدرسہ احمدیہ بقا کیلئے فیصلہ کن جدوجہد ۱۹۰۸ء کے جلسہ پر ایک کانفرنس ہوئی جس میں انہی کے بھائی باب علی و عہد نے مدرسہ احمدیہ کے ختم کرنے کا فیصلہ کیا مگر حاجزادہ صاحب نے ایسی زبردست تقریر فرمائی کہ ان کا سحر پاش پاش ہو گیا اگر آپ بمقابلہ میں سینہ سپر نہ ہوتے تو حیدر احمدی کی آئندہ تاریخ بالکل مختلف ہوتی (تاریخ احمدیت جلد پنجم) مدرسہ احمدیہ کے ابتدائی دور میں نہ بیچ تھے نہ ویکس ہوتے تھے نہ میزیں صرف پیٹر ٹاٹ ہوتے تھے اور وہ بھی ایسے ملز کے بنے ہوئے نہیں بلکہ عام پیٹر جو جوڑے چار بنا کر بیچتے ہیں وہ جوڑائی میں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی معمولی جسم والا انسان بھی ان پر بیٹھ کر آسکا کا آدھا جسم نیچے ہو جاتا ہے جاننا ساز استادی جگہ ہوتی تھی۔

یہ مدرسہ احمدیہ جیسی عظیم الشان درس گاہ کی ابتدا تھی جس نے آئندہ بیل کر خدا کے فضل اور امام وقت کی روحانی توجہ کی بدولت برصغیر ہندو پاک میں بڑے بڑے متعدد عالم پیدا کئے جنہوں نے اکراف عالم میں اشاعت اسلام کی خدمات سر انجام دیں اور اب بھی سر انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ احمدیہ عربی کالج کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کو شروع خلافت سے یہ خیال تھا کہ جماعت احمدیہ کی مالگیر تبلیغی ضرورت کے لئے مدرسہ کو ترقی دے کر اسے ایک عربی کالج تک بنیاد ضروری ہے اس مقصد کی تکمیل کے لئے حضور نے ۱۹۱۹ء میں پہلا قدم اٹھایا کہ حضرت حاجزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب حضرت میر محمد اسحاق صاحب حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب حضرت عبدالحکیم صاحب دروڈ ایم اے حضرت مولوی محمد دین صاحب ماسٹر ڈیڑھ صاحب

اس موقع پر حضورؐ نے فرمایا:
"جامعہ کی کامیابی کے لئے اس کا قیام ضروری ہے کی صحیح اخلاق اور دینی خدمت کے لئے جوش پیدا ہو اور نوجوان ایمان و ایمان میں اور قربانی و ایثار کی روح میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں ان کی نمازیں اور دعائیں دوسروں کی نمازوں اور دعاؤں سے فوق رکھتی ہوں ایسے برگزیدہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود علم سکھاتا ہے نئے نئے جواب سکھاتا ہے" (الفصل ۲۷ نومبر ۱۹۸۲ء)

یاد رہے کہ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء تک حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے پرنسپل کے فرائض سرانجام دیتے رہے ان کے دور میں کالج نے بہت ترقی کی اور بہت سے عالم فاضل واعظ صحافی مصنف مناظر اور مقرر پیدا ہوئے۔

۱۹۷۹ء میں صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ پھر جب ۱۹۸۲ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے تعلیم الاسلام کالج کمرے پرنسپل مقرر ہوئے۔ تو ۲۲ مئی ۱۹۸۲ء کو مولانا ابوالعطا صاحب فاضل جالندھری نے جامعہ احمدیہ کا چارج سنبھال لیا۔ اوائل ۱۹۸۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے جامعہ احمدیہ کی طرف خاص توجہ فرمائی اور جماعت کو وقف زندگی کی تحریک کی۔ جس پر کئی مخلص نوجوانوں نے لبیک کہا اور میرٹک پاس طلباء کے لئے جامعہ احمدیہ میں ایک اسپیشل کلاس جاری کی گئی۔ اس کے علاوہ دوسرے طلباء میں بھی اضافہ ہوا۔ اور جامعہ احمدیہ میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا ہوئی جامعہ احمدیہ اور اس کا ہوشل محلہ دارالانوار کے نئے گیسٹ ہاؤس میں تبدیل کیا گیا۔ اور طلباء کو رہائش کی سہولتیں میسر آئیں۔

جامعہ احمدیہ کے طلباء کا اپنا ایک دفاتر تھا۔ تعلیمی میدان میں بھی وہ آگے تھے اور کھیل کے میدان میں بھی آگے تھے

تقسیم ہندوستان

۱۹۴۷ء میں ہندوستان دو حصوں میں تقسیم ہوا اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا ہندوستان کے حالات کچھ عرصہ ابتر رہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ ادھر سے ادھر گئے اور لاکھوں میں لوگ ادھر سے ادھر آئے۔ حالات کے پیش نظر عارضی طور پر مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ بند رہا

تاہم پاکستان میں چیونٹ میں عارضی طور پر جامعہ احمدیہ کھولا گیا اور چیونٹ کے قریب میں ایک وسیع و عریض جگہ انجن نے خریدی جس کا نام ربوہ رکھا گیا۔ چنانچہ ربوہ میں مرکز کا قیام عمل میں آیا۔ آہستہ آہستہ سارے حکمہ جات کے لئے عمارتیں تعمیر کی گئیں اور جامعہ احمدیہ کے لئے بھی ایک عمارت تعمیر کی گئی۔ ربوہ کے جامعہ احمدیہ میں بیرون مالک سے بھی طلباء آکر پڑھتے رہے اور سینکڑوں کی تعداد میں مبلغین یہاں سے نکلے اور اس وقت خدمت دین کے لئے رہے ہیں بقیہ اللہ تعالیٰ ربوہ کا جامعہ اس وقت بھی اپنی مثال آپ ہے۔

ربوہ میں مولوی ابوالعطا صاحب جالندھری، مولوی ارجمند خان صاحب حضرت میر داؤد احمد صاحب، ملک سیف الرحمن صاحب پرنسپل کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور اس وقت مکرم میر محمود احمد صاحب جامعہ کے پرنسپل ہیں۔

تقسیم ہندوستان کے بعد قادیان میں دوبارہ مدرسہ احمدیہ کا اجراء

تقسیم کے بعد حالات بہتر ہونے پر ایک کلاس جاری کی گئی جس میں مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب فاضل مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مرحوم مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل۔ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد داخل ہوئے چار سال تک یہ پڑھتے رہے۔ آہستہ آہستہ اور طلباء بھی داخل ہوتے رہے۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی مرحوم مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب جرنیم مولوی محمد حفیظ صاحب بقا پوری مرحوم مولوی شریف احمد صاحب جرنیم مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اس وقت اس کلاس کو پڑھاتے ہیں مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی پہلے ہیڈ ماسٹر رہے پھر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقا پوری ہیڈ ماسٹر کے فرائض سرانجام دیتے رہے اس کے بعد کچھ عرصہ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر رہے اب چند سالوں سے مکرم مولوی محمد کیم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر کے فرائض بخیر و خوبی سرانجام دے رہے ہیں

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اساتذہ اس وقت مدرسہ احمدیہ میں خدمت بجا لارہے ہیں۔ مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مکرم منیر احمد صاحب خاہم مکرم محمد یوسف صاحب اور مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب مکرم مظفر احمد صاحب ناصر مکرم محمد فہیم خان صاحب، مکرم منیر احمد صاحب بٹ مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ۔ مکرم شیخ محمود احمد صاحب اور مکرم عبدالرحمن صاحب مکرم منصور احمد صاحب کلکتہ میں مزید پڑھ رہے ہیں۔ مکرم نصیر احمد صاحب عارف بطور مکرک کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل دھرم مکرم محمد صادق صاحب ناقد۔ انصار احمد صاحب۔ مکرم محمد نعمان صاحب بھی مدرسہ احمدیہ میں خدمت بجا لاتے رہے ہیں۔

حفظ کلاس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدرسہ احمدیہ میں حفظ کلاس بھی جاری ہے اس وقت دو طالب علم حفظ کر رہے ہیں۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی، ان کو پڑھا رہے ہیں جبکہ آپ سے پہلے مکرم حافظ الدین صاحب مرحوم اس کلاس کو پڑھاتے رہے۔

مدرسہ احمدیہ کی موجودہ حالت اور نمایاں کارکردگی

اگرچہ شروع شروع میں مدرسہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بہت کم تھی لیکن آہستہ آہستہ اور تعداد بڑھتی رہی اس وقت اللہ کے فضل سے نئے طالب علم زیر تعلیم ہیں اور پارٹیشن کے بعد ۱۹۸۴ء سے اب تک ۱۳۷ طالب علم فارغ ہو کر مختلف مقامات پر تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دے رہے ہیں۔ جبکہ اس عرصہ میں چار صدیاسی طلبہ نے اس مدرسہ سے استفادہ کیا۔ بلڈنگ ۱۹۸۷ء کے بعد مدرسہ احمدیہ پرانی ہی بلڈنگ میں بہت سالوں تک جاری رہا کوئی سولہ سترہ سال قبل بلڈنگ کو زیادہ پرانی ہونے کی وجہ سے گرایا گیا اور اس جگہ نئے کمرے تعمیر کرائے گئے اس وقت دس کمرے اور ایک ہال مدرسہ میں موجود ہے۔ اللہ کے فضل سے اس وقت کرسیاں میسر ہیں اور تعلیمی ضرورت کا دیگر سامان بھی موجود ہے۔

بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے مشرقی جانب مدرسہ احمدیہ کی یہ ایک خصوصیت اور شان تھی کہ خدمت خلق کے کاموں میں طلبہ ہمیشہ آگے آگے رہے جب بھی کبھی دفاتر یا کسی اور ہنگامی کام کی ضرورت پڑی تو مدرسہ کے طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اب بھی اللہ کے فضل سے جب بھی کبھی کوئی ہنگامی نوعیت کا کام ہوتا ہے طلبہ مدرسہ احمدیہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سیلاب کے موقع پر یا آگ زنی کے موقع پر یا انجن کے دھمکے میں طلبہ جانفشانی سے کام لیتے ہیں اسی طرح طلباء بلا لحاظ مذہب و ملت خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں۔

مضمون نویسی

دارالافتاء ابوسئل بھی ہے جس میں طلبہ کے قیام و طعام کی سہولت موجود ہے۔ اس وقت بورڈنگ کے نگران مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ہیں۔

قادیان دارالامان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام کی پہلی بابریک آمد اور اس کے شیریں ثمرات

۱۹۸۷ء کے بعد پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ السلام بنصرہ العزت قادیان تشریف لائے جبکہ پنجاب کے حالات بہت خراب تھے مگر حضورؐ کی آمد کے ساتھ ہی اگلے سال حالات نارمل ہو گئے اور یہاں الیکشن ہوا اور جوڈر خوف کا ماحول تقاضہ دور ہو گیا اس کے ساتھ ساتھ مرکز قادیان میں بھی ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ جس کے نمایاں آثار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی ظاہر ہوئے ہیں حضورؐ نے ازراہ شفقت مسجد اقصیٰ میں اساتذہ و طلبہ مدرسہ احمدیہ کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

اساتذہ نور نامنٹ

ہر سال مدرسہ احمدیہ میں تین دن نور نامنٹ ہوتا ہے جس میں مختلف کھیلوں کے علاوہ علمی و ذہنی مقابلہ جات بھی کھڑے کئے جاتے ہیں۔ اول دم ہم آئے والوں کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں

مدرسہ احمدیہ کی امتیازی شان

مدرسہ احمدیہ کی یہ ایک خصوصیت اور شان تھی کہ خدمت خلق کے کاموں میں طلبہ ہمیشہ آگے آگے رہے جب بھی کبھی دفاتر یا کسی اور ہنگامی کام کی ضرورت پڑی تو مدرسہ کے طلباء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اب بھی اللہ کے فضل سے جب بھی کبھی کوئی ہنگامی نوعیت کا کام ہوتا ہے طلبہ مدرسہ احمدیہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ سیلاب کے موقع پر یا آگ زنی کے موقع پر یا انجن کے دھمکے میں طلبہ جانفشانی سے کام لیتے ہیں اسی طرح طلباء بلا لحاظ مذہب و ملت خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں۔

مضمون نویسی

چند سالوں سے باقاعدہ اب مدرسہ احمدیہ میں اساتذہ کینی کے مشورہ سے کوئی ایک مضمون طلباء کو لکھنے کے لئے دیا جاتا ہے چنانچہ اول دم ہم آئے والے طلباء کو معقول رقم انعام کے رنگ میں دی جاتی ہے۔ طلباء پوری محنت سے مضمون تیار کرتے ہیں۔

(باقی صفحہ پر)

چالیس ہزار سے زائد کتب پر مشتمل علم و حکمت کا خزانہ

احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان

فرشتی حمد فضل اللہ

اور ادپر کے حصہ کو خالی کر دیا اس میں انگلشی سیکشن منتقل کیا۔ ۱۹۹۲ء میں اس پوری عمارت میں نیا پلستر کیا گیا پلاسٹک پینٹ اور لاریوں میں ردغن کیا۔ بجلی کی نئی وائرنگ کی گئی ہے۔

گھروں سے بھی کتب اکٹھی کی گئیں جن کو آہستہ آہستہ درست کیا جاتا رہا جسے بعد میں احمدیہ مرکزی لائبریری کا نام دیا گیا۔ وقتاً فوقتاً اس کی سیٹنگ کی گئی۔ ۱۹۸۰ء میں اس کی طرف خاص توجہ کی گئی

ملا شہر سائنسی ایجادات کا یہ دور بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے ایک زمانہ تھا کہ لوگ پڑھنا لکھنا بھی نہ جانتے تھے اور دور دور تک خط و کتابت کے لئے کوئی نہ ملتا تھا پتھروں اور چٹروں پر لکھا جاتا اور پھر اس کی سبھال میں بھی بہت دقت ہوتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آج کے دور کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا۔ واذا الصحف نشرت یعنی ایک زمانہ آئے گا جب بڑے بڑے صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے۔ جدید قسم کے پریس کے ذریعہ یہ پیشگوئی بڑی شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اس کثرت سے کتابیں، اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں جو شمار میں بھی نہیں آسکتے اور ان جملہ اقسام کی تحریرات کو یکجا جمع کرنا بھی ناممکن ہے۔ تاہم کسی حد تک ان کو اکٹھا کر کے مختلف لائبریریوں میں ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ اس وقت دنیا میں کئی بڑی بڑی لائبریریاں پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اشاعت قرآن و اسلام کا فریضہ آپ کے سپرد کیا حضور علیہ السلام نے اپنی تصنیفات، مکتوبات و اختصارات سے اس فریضہ کی انجام دہی کے لئے ساری عمر کوشش فرمائی۔ اور علم و عرفان کے دریا بہا دیئے۔ لوگوں میں حصول علم کی پیاس بھرتک ابھی جس کی سیرابی کے لئے ایک لائبریری کی ضرورت پیش آئی ۱۹۰۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کی کوششوں سے ایک پبلک لائبریری کا قیام انجمن تشیخ الاسلام کے زیر انتظام عمل میں آیا جس کے لئے بہت سے احباب نے کتب اور چندہ دیا اور حضرت ام المؤمنین نے ایک وسیع مکان ہوا کر دیا۔ ۱۹۱۷ء میں ایک نئی لائبریری (صادق لائبریری) کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۲۹ء میں لائبریری کے قواعد و ضوابط جو بنز ہوئے۔ تقسیم ملک کے وقت لائبریری کی بہت سی کتب جماعتی انتظام کے مطابق ربوہ کی مرکزی لائبریری میں منتقل کی گئیں قادیان میں موجود بہت سی کتب و اخبارات کو قصر خلافت میں جمع کر دیا گیا



احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان کی پُر شکوہ عمارت (سابقہ قصر خلافت)

اور تمام کتب کو درست کر کے ترتیب سے لگانے کا انتظام ہوا۔ قبل ازیں قصر خلافت کا ادپر کا حصہ رہائش کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں مکرم ناظر صاحب خدمت درویشان نے لائبریری کی ترتیب اور درستی کے لئے مکرم حبیب الرحمن صاحب اسٹینٹ لائبریرین خلافت لائبریری کی نگرانی میں بڑی محنت کے ساتھ کتب کی از سر نو ترتیب جلد بندی اور دیگر طریق کار سے محفوظ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ فخر اہم اللہ۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں موجودہ عمارت میں مکرم مولوی مظفر اقبال صاحب انچارج لائبریری مع کارکنان اور دیگر خدام و اطفال نے مکرم حبیب الرحمن صاحب زیروی اسٹینٹ لائبریرین خلافت لائبریری کی نگرانی میں بڑی محنت کے ساتھ کتب کی از سر نو ترتیب جلد بندی اور دیگر طریق کار سے محفوظ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ فخر اہم اللہ۔

لائبریری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلفائے کرام و مصنفین سدا صدیہ کی کتب کے علاوہ مختلف مفاہین، مثلاً قرآن کریم احادیث، تصوف، ادب، منطق، صرف و نحو، کلام، فلسفہ، طب، تاریخ، لغات اور سوانح وغیرہ پر ۴۰ ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں شائع ہونے والی اکثر کتب اخبارات و رسائل جو یہاں موجود نہیں کوشش کی جا رہی ہے کہ اس ریکارڈ کو بھی منگوا کر منظم کیا جائے۔ مصنفین حضرات سے گزارش ہے کہ اپنی مطبوعہ کتب کے کم از کم ۲ نسخے مرکزی لائبریری میں ریکارڈ کے لئے ضرور بھجوائیں۔ پارٹیشن کے بعد لائبریری کے سپیڈ انچارج مکرم و محترم دفعہ دار محمد عبد اللہ صاحب درویش تھے۔ آپ کے بعد مختلف درویشان کرام اس ڈیوٹی پر فائز رہے۔ ان دنوں مکرم مظفر اقبال صاحب انچارج مرکزی لائبریری کی خدمت کر رہے ہیں

احمدی بچی کی دعا

الہی مجھے میدھا راستہ دکھا دے
سری زندگی پاک و طیب بنا دے
مجھے دین و دنیا کی خوبی عطا کر
ہر اک درد اور دکھ سے مجھ کو شفا دے
زباں پر سری جھوٹ آئے نہ ہر گز
کچھ ایسا سبق راستی کا پڑھا دے
گنہوں سے نفرت بدی سے عداوت
ہمیشہ رہیں دل میں اچھے ارادے
ہر اک کی کروں خدمت اور خیر خواہی
جو دیکھے وہ خوش ہوئے مجھ کو دعا دے
بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پہ شفقت
سراسر محبت کی پتلی بنا دے
بنوں نیک اور دوسروں کو بناؤں
مجھے دین کا علم اتنا سکھا دے
خوشی تیری ہو جائے مقصود میرا
کچھ ایسی لگن دل میں اپنی لگا دے
جو بہنیں ہیں میری دیا ہیں سہیلی
یہی رنگ نیکی کا سب پر چڑھا دے
غنا دے سخا دے حیا دے دنا دے
ہدی دے تقی دے لقادے رفا دے
مرنام اتانے رکھا ہے مریم
خدا یا تو صدیقہ مجھ کو بنا دے
(بخارِ دل)

ہونہار طلباء و طالبات کو تقسیم طلائی تمغہ جات

سیدنا حضرت مرزا محمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ جوہی منصوبہ کے تحت ۱۹۸۰ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہونہار طلبہ و طالبات کے لئے طلائی تمغہ جات عطا کرنے کے سکیم کا اعلان فرمایا۔ الحمد للہ کہ یہ سکیم آج تک جاری ہے۔ اور اب ایسے طلباء جو یونیورسٹیوں، بورڈز کے درج ذیل امتحانات میں اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے طلائی تمغہ جات اور دستخط فرمودہ تفسیر صغیر حاصل کرتے ہیں۔

قواعد بابت انعامی تمغہ جات

۱۹۸۰ء میں ان تمغہ جات کے حصول کے لئے جو قواعد نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ سنہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے شائع کئے تھے وہ اس طرح تھے:

انعامی تمغہ جات کے سلسلہ میں حسب ذیل قواعد منظور کئے گئے ہیں۔ طلباء کی طرف سے تمام اطلاعات ان قواعد کی روشنی میں ان کے مطابق آنی چاہئیں۔

(۱)۔ ہر وہ طالبہ یا طالب علم جو دنیا کے کسی بھی ملک میں کسی بورڈ یا یونیورسٹی کے کسی فائینس امتحان میں اول، دوم، سوم آئے وہ نظارت تعلیم کو بلا توقف فوری طور پر اطلاع دے۔

(۲)۔ ضروری ہو گا کہ اس سلسلہ میں متعلقہ بورڈ یا یونیورسٹی کے ذمہ داران کی طرف سے سرٹیفکیٹ جماعت متعلقہ کے امیر صاحب کی وساطت سے ان کی رپورٹ کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔

(۳)۔ اس سرٹیفکیٹ میں صراحت سے ذکر ہو کہ طالبہ یا طالب علم مذکور نے کل اتنے نمبروں میں سے اتنے نمبر حاصل کر کے اول، دوم، سوم، پوزیشن حاصل کی ہے۔ شائع شدہ نتیجہ کی فوٹو کاپی تھیالوس ضرور بھیجائی جائے۔

(۴)۔ طالبات جو صرف طالبات میں اول، دوم، سوم پوزیشن بورڈ یا یونیورسٹی میں حاصل کریں وہ بھی ان انعامی تمغہ جات کی مستحق ہوں گی۔ بشرطیکہ وہ طلباء اور طالبات میں پہلی پوزیشنوں میں آئی ہوں۔ اس امر کے لئے بھی تصدیقی سرٹیفکیٹ آنا ضروری ہے۔

(۵)۔ بی۔ اے (آنرز) سر سالہ کورس بی ایس سی (آنرز) سر سالہ کورس کے طلباء ان تمغہ جات کے مستحق ہوں گے۔ اگر وہ بی۔ اے/بی۔ ایس سی کے اسی سال کے امتحان میں اول، دوم، سوم، آئے والوں کے کم از کم برابر فی صدی مارکس حاصل کریں۔ انہیں اس بارہ میں بھی حسب بالا بورڈ یا یونیورسٹی سے سرٹیفکیٹ بھیجنا ضروری ہو گا۔

(۶)۔ کسی یونیورسٹی یا بورڈ میں اول، دوم، سوم آنے والے طالب علم اور طالبات کو اپنے تعلیمی کوائف بھیجتے ہوئے اس امر کی حکمانہ تصدیق کے ساتھ یہ وضاحت کرنی ہوگی کہ انہوں نے یونیورسٹی یا بورڈ کے سالانہ امتحان میں کوئی پوزیشن حاصل کی ہے۔

سیلینڈری امتحان دینے والے یا ڈویژن IMPROVE کرنے والے یا IN PARTS امتحان دینے والے طالب علم ہمارے ان تمغہ جات کے حقدار نہیں ہوں گے۔

(۷)۔ پاکستان میں صرف حسب ذیل اور دیگر ممالک میں بھی اسی قسم کے امتحانات میں اول، دوم، سوم پوزیشن لینے والے طلباء و طالبات انعامی تمغہ جات کے حقدار ہوں گے۔

۱۔ میٹرک ۲۔ انٹر میڈیٹ آرٹس گروپ فائینل ایئر

ہونہار طلباء طلائی تمغہ جات و تفسیر صغیر حاصل کرنے کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد کے ہمراہ



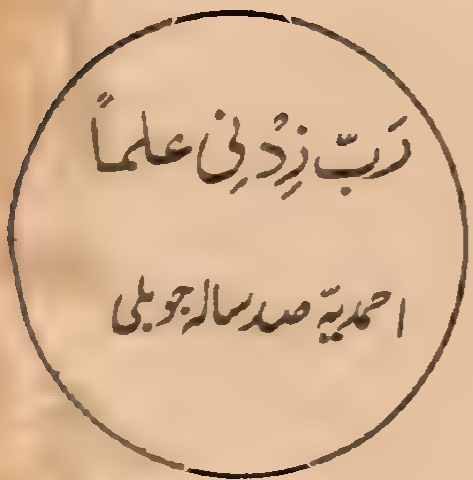
دائیں سے بائیں: (۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر علی قادیان (۲) ڈاکٹر ممتاز الدین صاحب (۳) جمیل احمد صاحب ایڈوکیٹ ناظر تعلیم (۴) شیخ عبد العظیم صاحب

- ۳۔ انٹر میڈیٹ (پری میڈیکل گروپ) فائینل ایئر
- ۴۔ " (پری انجینئرنگ) " "
- ۵۔ بی۔ اے/بی ایس سی
- ۶۔ بی۔ اے/بی ایس سی (آنرز)
- (سر سالہ کورس) کے طلباء ان تمغہ جات کے مستحق ہوں گے۔ اگر وہ بی۔ اے/بی ایس سی کے متعلقہ مضامین کے امتحان میں اول، دوم، سوم، آنے والوں کے کم از کم برابر فیصدی مارکس حاصل کریں۔ انہیں اس بارہ میں بھی حسب بالا بورڈ یا یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ بھیجنا ضروری ہو گا۔

- ۷۔ بی۔ ایس سی، انجینئرنگ (فائینل ایئر)
- ب۔ " ایگریکلچر (فائینل ایئر)
- ج۔ ایم۔ بی۔ ایس
- ۸۔ بی۔ اے/ایل ایل بی
- ایم۔ اے/ایم۔ ایس سی
- (نوٹ) فی الحال ان امتحانات کے علاوہ کوئی کورس (COURSE) تمغہ جات انعامی

سکیم میں شامل نہیں۔ (ناظر تعلیم)

تمغہ کی شکل۔ اس انعامی سکیم کے تحت جو تمغہ جات دئے جاتے ہیں وہ خالص سونے کے ہوتے ہیں جس کے ایک طرف درمیان میں منارۃ المسیح دائیں طرف "حمد" اور بائیں طرف "عزم" کے الفاظ کھدے ہوتے ہیں۔ منارۃ المسیح کے نیچے آیت قرآنی وَلَا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء کتہدہ ہے۔ تمغہ کی دوسری جانب قرآنی دعا رِبِّ زِدْنِی عِلْمًا اور پورا نیچے احمدیہ صد سالہ جوہی لکھا گیا ہے جیسا کہ اس نقشہ سے ظاہر ہے۔



ہندوستان کے خوش قسمت طلباء و طالبات جنہوں نے طلائی تمغہ جات حاصل کئے ان کی تفصیل ص ۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مہربان اساتذہ

از مکرم سید رسول نیاز و مکرم فخر احمد چیمہ قادیان

محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل مرحوم



۱۹۰۶ء ————— ۱۹۷۸ء

قد لہا رنگ گوارا سرخ چہرے پر بھرپور وقار۔ سر پر پگڑی پیہر میں پنجابی طرز کا جوتا جسے کھسا کہا جاتا ہے۔ ہاتھ میں سوئی۔ کسی بھی جگہ دُور سے ہی کوئی شخص محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل مرحوم کو پہچان سکتا تھا۔

اگرچہ آپ کی تمام زندگی دربارِ تدریس میں گزری لیکن ساتھ ساتھ بالخصوص میاٹیوں اور پیغامیوں کے لئے آپ کے علمی مضامین کا سلسلہ بھی جاری رہا پادریوں سے جب مذاہبی گفتگو فرماتے تو معلوم ہوتا جیسے بائبل آپ کو زبانی یاد ہو شاید ہی کوئی پادری ایسا دیکھا گیا جو آپ سے چند منٹ گفتگو کرنے کے بعد پلہ چھڑانے کی فکر میں نہ ہو۔

۱۹۲۰ء میں آپ مدرسہ احمدیہ کے ان چار اساتذہ میں شامل ہوئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ الموصوفہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو پڑھایا کرتے تھے اس سے قبل ۱۹۳۷ء یا ۱۹۳۸ء میں آپ کو حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے درس القرآن کو خوشخط لکھ کر آپ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

تقسیم ملک کے بعد آپ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے آپ کے دنوں میں مدرسہ احمدیہ کا حد سے زیادہ سخت ڈسپلن آج بھی اس دور کے طلباء کو یاد ہوگا۔ اور شاید اسی سخت نظم و ضبط کی وجہ سے خود ان کی زندگیاں بھی بہترین نظم و ضبط کا نمونہ ہوں گی۔ علم کلام، منطق اور فلسفہ کے آپ ماہر تھے۔ خود بھی محنت کرتے اور طلباء سے بھی یہی توقع رکھتے پڑھاتے وقت چہرہ سرخ ہو جاتا اور کوشش کرتے کہ جوابات آپ بیان فرمائیں وہ من و عن طلباء کے ذہن نشین ہو جائے۔ سختی کے ساتھ ساتھ آپ ایک مہربان اور شفیق استاد بھی تھے۔

ریٹائرمنٹ کے بعد نائب ناظرِ تالیف و تصنیف کے عہدہ پر فائز ہوئے اور ۱۹۷۶ء تک کام کیا۔ اسی دوران کئی کتب لکھیں اور نئی لغتیں کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیئے۔ آپ کے کئی مضامین اخبارِ بدر میں شائع شدہ موجود ہیں آپ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ممبر رہے۔

محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقا پوری



۱۹۲۰ء ————— ۱۹۸۷ء

بہترین مدرس بہترین منتظم اور بہترین صحافی کے طور پر اگر کسی کا ذکر کرنا ہو تو ایسے لوگوں میں محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقا پوری کا نام نامی شامل ہوگا۔ آپ ضلع گوجرانوالہ پنجاب (مال پاکستان) بمقام بقا پور پیدا ہوئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں ۱۹۴۰ء میں مدرس مقرر ہوئے۔ جبکہ میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان تھے۔ ساتھ ساتھ یوٹر کے فرائض بھی بجالاتے رہے ہیں۔ پارٹیشن کے وقت آپ ان درویشوں میں سے تھے جو قادیان کے مقدس مقامات کی حفاظت سے ٹہرے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد آپ کئی سال نائب افسر جلسہ لانہ کے طور پر خدمات بجالانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء کو جو عظیم الشان جلسہ یوم المصلح موعود بمقام ہوشیار پور منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ کے وارڈن کے قیام و طعام کے منتظمین میں آپ بھی شامل تھے۔

مولانا صاحب خدا کے فضل سے ہر دو علمی و انتظامی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ لہذا ان ہر دو لحاظ سے آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ پارٹیشن کے بعد مدرسہ احمدیہ میں مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ آپ معاون ناظر دعوت و تبلیغ و ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے طور پر بھی کام کرتے رہے۔ اور پھر اسی دوران لگ بھگ پچیس سال تک اخبارِ بدر کے ایڈیٹر بھی رہے۔ اثناءِ آپ نے بدر کا علمی معیار بہت بلند و بالا کیا اور آپ کے اداریات جو کہ انتہائی غور و خوض کے بعد جانفشانی سے لکھے جاتے تھے۔ بہت مقبول و مقدر نظر ہوئے بڑی بڑی شخصیتوں نے جیسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؑ، خلیفۃ المسیح الثالثؑ اور سر محمد طفل اللہ خان صاحب اور ابوالاعطا صاحب جالندھری انہیں پسند کیا۔ اور ان ظہار خوشنودی کے خطوط آپ کے پاس لکھتے رہے۔ علاوہ ازیں ایڈیٹر "الجمیعة" مولانا محمد عثمان فاروقی اور ایڈیٹر "صدقہ جدید" مولانا عبد الماجد دریابادی بھی آپ کے اداریات کو پڑھ کر آپ کی قلمی صلاحیت کا اعتراف کیا کرتے تھے۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے

مولوی صاحب ۱۹۶۵ء میں اس وقت مدرسہ احمدیہ قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے جب مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل ریٹائر ہوئے۔ آپ جید عالم ان تھے۔ صرف و نحو و ادب عربی میں آپ کو خوب عبور حاصل تھا۔ چنانچہ آپ نے بہترین انداز میں مدرسہ احمدیہ

۱۔ آپ محترم مولوی محمد اسماعیل صاحب بقا پوری کے فرزند تھے جن کو حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات پھر تحریری بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ مشہور موقوف حلیل القدر صحابی حضرت مولوی فخر ابراہیم صاحب بقا پوری کے بھتیجے ہیں۔

ایک سنگھ میں ہجرت کر گیا۔ آپ کی شمولیت کے ساتھ آپ کل پانچ برادر تھے۔ جیسے ہی آپ دور شباب میں داخل ہوئے والدین نے جد ہی شادی کروادی۔ آپ کی طبیعت بچپن سے ہی نیک اسور کی طرف مائل تھی۔ اور حق بات کے قبول کرنے میں آپ لغزش نہیں کھاتے تھے۔ اسی لئے جب احمدیت سے آپ کو واقفیت ہوئی تو آپ نے دیدہ تعمق سے مطالعہ جاری رکھا اور پھر حب حق کھل گیا تو آپ نے بڑی جرأت کے ساتھ قبول کیا۔ دیگر چہار بھائیوں کو حق کی قبولیت کی توفیق نہیں ملی۔ پھر آپ نے باوجود سخت مخالفت کے صبر و تحمل سے کام لیا اور پھر استقلال کا وہ اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ تمام اقارب کو داغ جلدائی دے کر ۱۹۶۶ء میں قادیان ابتغاء الی اللہ ہجرت کی۔ اور ان رشتہ داروں کو خانہ زیاں میں ڈال دیا اور پارٹیشن کے وقت جبکہ سخت مصائب و آلام کا درد تھا۔ اور فقر و فاقہ کے ایام تھے۔ اور جان و مال کی کوئی ضمانت نہ تھی۔ ایسے پر آشوب اور نامساعد حالات میں آپ نے احمدیت سے فروغ محبت کی بناء پر قادیان میں مقدس مقامات کی حفاظت کے غرض سے سکونت اختیار کی۔ اور اس طرح آپ ان تین سو تیرہ درویشان میں داخل ہوئے جن کی مشابہت جنگ بدر کے تین سو تیرہ (۳۱۳) صحابہؓ سے دی جاتی ہے۔

تقسیم ملک کے بعد جب مدرسہ احمدیہ کا اجراء دوبارہ ہوا تو آپ نے داخلہ لیا۔ اور آپ ان ابتدائی طلباء میں سے ہیں جو پارٹیشن کے بعد فارغ التحصیل ہوئے بعدہ آپ نے طویل مدت تک مختلف صوبے، بہار، کشمیر، آندھرا پریش، اور یوپی میں انتہائی سرگرمی اور جوش و خروش سے تبلیغی خدمات سر انجام دیں اور حلقہ معاندین میں ایک شور مچا کر دیا۔ آپ کے ذریعہ متعدد نئی جماعتیں بھی قائم ہوئیں۔ دوران تبلیغ آپ احسن رنگ میں مد مقابل شو سمجھاتے اور اس کی طبیعت کے میلان کو پرکھتے اور جانتے اور پھر اس کے مناسب حال پیغام پہنچانا آپ میں نمایاں وصف تھا۔

عرصہ بیس چیس سال کے بعد آپ کو ۱۹۸۲ء میں مرکز احمدیت قادیان بلایا گیا۔ پھر آپ ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء میں مدرسہ احمدیہ مقرر ہوئے اور نائب ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے بھی چند سال کام کیا۔ اور عرصہ تین سال سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ احمدیہ بھی رہے۔ خاکسار کو بھی چار سال آپ کی تدریس میں سے استفادہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ منکسر المزاج اور تمہجد گزار تھے۔ طلباء کے ساتھ آپ انتہائی ہمدردی اور شفقت سے برتاؤ کرتے تھے اور جہاں ضرورت خیال کرتے سختی سے کام لیتے تھے۔ مگر آپ کی سخت طبیعت پر رحم کا سلوک غالب تھا۔ طلباء کو پورا وقت پڑھاتے اور عمدہ ڈھنگ سے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے اور اپنے تبلیغی تجربات سے بھی آگاہ فرماتے تھے۔ آپ کو تفسیر القرآن اور علم کلام میں خاص دسترس حاصل تھی

آپ نے عرصہ چار سال اخبار بدر کے ایڈیٹر کے طور پر بھی خدمت کی بہترین مضمون نگار تھے مضمون میں مناسب اشعار فٹ کر کے لطف اور زینت پیدا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں حضور انور کی خوشنودی کے متعدد خطوط بھی آتے رہے۔ سالہا سال تک آپ نے قاضی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے طور پر بھی خدمات بجالانے کی توفیق پائی ہے۔ اور کئی سال رمضان المبارک میں درس القرآن دیتے رہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحریری صلاحیت کے ساتھ ساتھ تقریری صلاحیت بھی عطا کی تھی اس لئے آپ نے متعدد بار جلسہ سالانہ قادیان میں بھی تقاریر کرنے کی سعادت پائی ہے۔ ۱۳ مئی ۱۹۹۲ء کو آپ نے انتقال فرمایا اور بارگاہ ایزدی میں مجاہد سلسلہ ہونے کی حالت میں حاضر ہوئے۔

ان اللہ وان الیہ راجعون

محترم گیانی بشیر احمد صابر درویش

۱۹۲۱ء ————— ۱۹۷۹ء

کم گوادر مستقل مزاج شخصیت کے مالک درس و تدریس کو اپنا اور ہٹا بچھونا بنانے والے محکم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش ۱۹۲۱ء میں محکم علی بخش صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل وطن ہوشیار پور موضع ماہل تھا۔ آپ ابتدائی تخلص درویشان میں سے تھے۔ جنہوں نے ۳۲ سال زمانہ درویشی نہایت صبر و استقلال سے گزارا تقسیم ملک سے قبل سیدنا حضرت مصلح موعودؑ کی تحریک پر آپ نے اپنی زندگی وقف کی اور دیہاتی مبلغین کلاس میں شامل ہوئے۔

کے طلباء کے لئے "خلافتہ الصوفیہ و خلافتہ النحوی" مرتب فرمایا تھا۔ جواب تک مدرسہ احمدیہ کے نصاب میں شامل ہے۔ تفسیر القرآن میں بھی آپ کو خوب مہارت حاصل تھی پناچہ آپ نے سالہا سال تک رمضان المبارک میں درس القرآن دیا اور آپ درویشان قادیان کی ترجمہ القرآن کلاس بھی لیا کرتے تھے۔ آپ کا حلقہ تلمذ ہندوستان کے علاوہ بیرون ہند میں بھی پھیلا ہوا ہے۔ اور قریباً پارٹیشن کے بعد کے سارے ہی فارغ التحصیل آپ کے تلامذہ ہیں۔

آپ قضا بورڈ کے ممبر بھی رہے اور پھر صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بننے کی بھی آپ کو سعادت نصیب ہوئی۔ اور مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کے ممبر پھر سیکرٹری تعلیم و تربیت اور صدر مجلس موصیان وغیرہ عہدوں پر بھی فائز ہو کر خدمات سر انجام دینے کی آپ کو توفیق ملی ۱۹۷۴ء میں جب نا سمجھ ملاؤں کی طرف سے پاکستان میں احمدیت کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھا تو اس وقت آپ اخبار بدر کے ذریعہ شہب ثاقب کی طرح اس کا تعاقب کیا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے عہد مبارک میں فضل عمر فاؤنڈیشن کے متعلق ویسی میں آپ نے حصہ لیا جس کا عنوان معبود حقیقی تھا۔ اور آپ نے اس میں انعام بھی حاصل کیا اور اواخر ایام میں شدید ضعف و علالت کے باوجود مجلس انصار اللہ بھارت کے تحت شائع کئے جانے والے سیرۃ النبیؐ سیریز میں ایک مقالہ بعنوان "تحفظ حقوق النبیؐ" تحریر فرمایا۔ ۹ ستمبر ۱۹۶۷ء میں آپ کی بڑی دختر حلیمہ بٹرنی کا خطبہ نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ پڑھاتے ہوئے آپ کے بارہ بیویوں فرمایا :-

"عزیزہ حلیمہ بٹرنی کے والد قادیان میں خدمت دین اور خدمت احمدیت میں جو بیس گھنٹے مصروف ہیں۔ اس لئے ان کا حق ہے کہ ان کے لئے ان کے خاندان کے افراد کے لئے اور اگر ان کے خاندان کے افراد کے رشتے ہوں تو ان کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔" (الفضل مورخہ ۵ فروری ۱۹۶۸ء)

آپ مسلسل کچھ عرصہ بیمار رہے اور وفات سے چند دن قبل بائیں پہلو پر فالج کا حملہ بھی ہوا تھا۔ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۸۷ء کو یکایک بلڈ پریشر بڑھ گیا اور مقامی طبیب کے آنے سے قبل ہی اس دار فانی سے دارِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔

موزی صاحب کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انفس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مولانا مرحوم ایک حلقہ واقف زندگی اور انتھک داعی الی اللہ تھے۔ انہوں نے جماعت کی وفاداری اور سرگرمی سے خدمت کی ہے۔ ان کی کمی شدت سے محسوس کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی روح کو دائمی سلامتی بخشے۔ (آمین)

محترم مولانا عبدالحق صاحب فضل درویش



۱۹۲۲ء ————— ۱۹۹۲ء

پہلے تو عالم جوانی میں خود احمدیت قبول کی اور پھر تیس سال سے زائد عرصہ تک میدان تبلیغ میں ڈٹے رہے۔ بہترین مقرر اور بہترین مناظر تھے۔ محکم مولانا عبدالحق صاحب فضل ضلع ریا لکوٹ (پاکستان) کے ایک چھوٹے قصبہ "گج" میں بتاريخ اپریل ۱۹۲۲ء کو پیدا ہوئے۔ مدرسہ میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر آپ کا خاندان کمالیہ ضلع ٹوبہ

جماعت احمدیہ اور جمعیت اہل القرآن والحديث کے مابین نہایت کامیاب اور روزہ تاریخی مناظرہ^(۹)

وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام - فیضانِ ختمِ نبوت اور صداقتِ حضرت مسیح موعودؑ کے
اہم موضوعات پر ہمیشہ^(۷۲) گھنٹے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں مدلل بحث !

حضرت عیسیٰ کو اس صدی میں زندہ اُتار لانے اور کانے دجال کے گدھے کو جس کے دونوں
کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ بتایا گیا ہے، ظاہری طور پر نکال کر دکھانے والے علماء کو

ایک ارب روپے کا انعامی چیلنج !!

یورپی کارروائی کی آڈیو اور ویڈیو ریکارڈنگ محفوظ - انشاء اللہ تامل زبان میں ہوئے اس مناظرہ کا اردو ترجمہ کتابی صورت میں بھی
منظرِ عکاس پر لایا جائے گا تاکہ سامعین - ناظرین اور قارئین کو جماعت احمدیہ کی سچائی کا عارفانہ نصیب ہو !

از مکرم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

ہر چند کہ مسلسل ایک سو برس سے حضرت بانی جماعت احمدیہ - خلفائے احمدیت اور علمائے کرام کی طرف سے تمام اختلافی مسائل پر تحریر اور تقریر پر
مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے ہر طرح سے اتمامِ حجت کی جابجی ہے اور گالیوں کے سوا ہر چھوٹے بڑے اعتراض کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ اس
کے باوجود احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی تائید و نصرت اور دن دو گنی رات چو گنی ترقیات کو دیکھ
کر مخالفین و معاندین احمدیت بغض و حسد میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اور جھوٹے اور بے بنیاد اور ناپاک الزامات جماعت احمدیہ پر عائد
کر کے سادہ لوح، ناواقف مسلمان بھائیوں کو گمراہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ناقابلِ تردید دلائل سے اتمامِ حجت کے بعد بھی متعصب
مخالفین کی طرف سے ”میں نہ مانوں“ کی ہٹ دھرمی اور مخالفانہ متشددانہ کارروائیوں کو دیکھ کر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب
نے ۱۹۸۸ء میں تمام مکفرین اور مکذبین کو مباحلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اور اس معاملہ کو صدقِ دلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عدالت
میں پیش کر دیا۔ جو معاندین، مباہلہ کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے دانستہ یا نادانستہ مقابل پر آگئے ان کا حشر دنیائے
دیکھ لیا۔ اور جو مختلف چیلے بہانوں سے انکار اور اقرار کے درمیان عوام الناس کو دھوکہ دیتے رہے انہوں نے بھی اپنی
ذلت و رسوائی دیکھ لی۔ اور دوسری طرف ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک چھ سال کے عرصہ میں احمدیت کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر
سطح پر بے انتہا ترقیات عطا فرمائیں اور جماعت احمدیہ آج ۱۲۲ ملکوں میں مستحکم ہو چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے ذریعے
M.T.A مسلم ٹیلیوژن احمدیہ پر روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات میں حقیقی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری ہے
اور ہر دن جو چڑھتا ہے عالم احمدیت کے لئے ایک نئی خوشخبری اور فتح کی نوید لے کر آتا ہے۔ !!

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔
جماعت احمدیہ ایسے مباحثوں اور مناظروں کو جن کا مقصد تلاشِ حق یا اظہارِ حق نہیں ہوتا بلکہ محض دُنیادارانہ طرز پر
بحث برائے بحث مقصد ہوتا ہے، مفید خیال نہیں کرتی۔ ایسے مناظروں سے بعض اوقات فساد برپا کئے جاتے ہیں۔
اور اکثریت کے بل بوتے پر خوفِ خدا سے عاری ہو کر خونِ خرابے تک نوبت پہنچا دی جاتی ہے۔
اس کے باوجود جب تامل ناڈو کی جمعیت اہل القرآن والحديث کی طرف سے سنجیدگی سے جماعت احمدیہ
کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا اور فریقین کے علماء کی طرف سے تین بنیادی موضوعات پر مباحثہ کرنے کی غرض سے ضروری
شرائط طے کئے جانے پر محض اظہارِ حق کی غرض سے ناظر دعوت و تبلیغ اور صوبائی امیر صاحب تامل ناڈو اور صدر
صاحب گوئیمپٹور کی درخواست پر امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مناظرہ
کی اجازت مرحمت فرمائی اور پورے مناظرہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور مسلسل راہنمائی کے ذریعے جماعت
احمدیہ کے علمائے کرام کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے کتنا سچ فرمایا ہے :-

”الْإِمَامُ جَنَّةٌ يُقَاتِلُ مِنْ وَرَائِهِ“

کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے جس کی اوٹ میں ہو کر جہاد کیا جاتا ہے۔

❖ یہ تاریخی مناظرہ کوئٹہ شہر کے، آر۔ وی۔ ہوٹل کے وسیع و عریض ہال میں منعقد ہوا جس میں ہر روز چار چار گھنٹے کی دو نشستیں ہوتیں۔ دونوں فریق کے علماء کی طرف سے ہر نشست میں نصف نصف گھنٹے کی آٹھ آٹھ تقاریر ہوتی رہیں۔ اس طرح کل ۷۲ گھنٹے بحث جاری رہی۔

❖ جماعت احمدیہ کی طرف سے مناظر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج کیرلہ تھے اور مکرم مولوی محمد ایوب صاحب فاضل مکرم مولوی مزمل احمد صاحب فاضل اور مکرم مولوی کے۔ محمود احمد صاحب فاضل، بطور معاون تھے۔ جبکہ اردو دان علماء مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب بطور مشیر شریک مناظرہ رہے۔

دوسری طرف جمعیت اہل القرآن و الحدیث کی طرف سے تامل ناڈو کے مشہور و معروف مولانا زین العابدین صاحب مناظر تھے۔ جو مدراس سے ”المجتہد“ کے نام سے ایک اخبار نکالتے ہیں۔ اور بہت پایہ کے عالم شمار کئے جاتے ہیں۔ موصوف اپنے پانچ معاون مولوی صاحبان کے ساتھ مناظرہ کرتے رہے۔

❖ دونوں فریق کے ۲۵-۲۵ منتخب افراد کو سامعین کی حیثیت سے مناظرہ کی کارروائی میں شریک ہونے کی اجازت تھی۔

❖ دونوں طرف سے ایک ایک صدر مناظرہ مقرر تھے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب اے۔ پی۔ وائی عبدالقادر صاحب صدر جماعت احمدیہ میل پالائیم صدر تھے۔

❖ ہمارے مناظر مولانا محمد عمر صاحب فاضل کی طرف سے موصولہ رپورٹوں کے مطابق وفات مسیح کے موضوع پر تین دن کے مناظرہ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پندرہ آیات قرآنی اور چند احادیث وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کی گئیں لیکن مخالف مناظر تینوں دن بھر احمدی مناظر کے دلائل پر بے بنیاد اعتراض کرنے کے کوئی ایک بھی ٹھوس دلیل حیات مسیح کے ثبوت میں پیش نہ کر سکے اور آخر وقت تک اسی بات کا تکرار کرتے رہے کہ ہمارے اعتراضات کا جواب نہیں آیا۔ جبکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے اپنے موقف کی تائید میں پے در پے دلائل پیش کرنے کے ساتھ ہر اعتراض کا جواب بھی دیا جاتا رہا۔

اسی طرح فیضان ختم نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پر قرآن کریم اور احادیث کے ناقابل تردید دلائل پیش کئے گئے جبکہ مخالف مناظر سوائے کج بحثی کے کوئی ٹھوس دلیل پیش کرنے یا جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ قرآن کریم اور احادیث کے دلائل کو توڑنے سے یکسر عاجز رہے۔ اور اس طرح بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اس مناظرہ میں عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔

❖ بہتر گھنٹے کی تفصیلی بحث کا خلاصہ اس مختصر خبر نامے میں دیا جاتا تو ممکن نہیں۔ انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں مناظرہ کی تفصیلی روئداد مکرم مولانا محمد عمر صاحب کی طرف سے شائع ہو جائے گی۔ لیکن موافق و مخالف شائقین پر اس مناظرہ کی اصل حقیقت تب کھلے گی جب وہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹس سنیں گے اور دیکھیں گے اور کتابی صورت میں شائع ہو جانے پر پڑھ سکیں گے۔ البتہ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ کی آخری نشست میں احمدی مناظر مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صداقت سے بھرپور یہ اعلان سنایا کہ :-

”اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے میں غلطی پر ہے تو آپ لوگ کچھ کوشش کریں کہ مسیح موعود جو آپ کے خیال میں ہے ان ہی دنوں میں آسمان سے اتر آوے کیونکہ میں تو اس وقت موجود ہوں مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں وہ موجود نہیں اور میرے دعویٰ کا ٹوٹنا صرف اسی صورت میں متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آوے تاہم ملزم ٹھہر سکوں۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہیں تو سب مل کر دعا کریں کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔۔۔۔۔۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آپ کا لیکن آپ نے اس کو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید مہوم آپ کی ہرگز پوری نہیں ہوگی۔ یہ زمانہ گزر جائے گا اور کوئی ان میں سے مسیح کو اترتے نہیں دیکھے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۷۹)

اور آخر پر حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے موصولہ ایک عظیم الشان عالمی چیلنج پیش کیا کہ اگر تمام علماء مل کر تمام تدابیر کو بروئے کار لاتے ہوئے اس صدی کے دوران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بحسم عنصری آسمان سے اتر کر دکھادیں گے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ روپے نقد انعام پیش کیا جائے گا۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکیں تو انہی کے عقیدہ کے مطابق ہم یہ چیلنج بھی دیتے ہیں کہ پھر وہ گدھانکال کر دکھائیں جو دجال کا گدھا کہلاتا ہے۔ اور جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ بنایا گیا ہے اور جس کی دیگر علامتیں احادیث میں مذکور ہیں۔ کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق پہلے ظاہری طور پر اس ”خرد دجال“ نے ظاہر ہونا ہے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے۔ پس ہم چیلنج دیتے ہیں کہ یہ علماء وہ ظاہری گدھانکال کر دکھائیں اور سو مولویوں کے نام ہمیں دے دیں جو اس صدی کے دوران یہ گدھا پیش کر دیں تو جماعت احمدیہ ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کروڑ روپے انعام کے طور پر پیش کرے گی۔

افسوس ہے کہ علماء ظواہر، حضرت آقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارفانہ کلام اور عظیم الشان برہمکت پیش خبریوں کو ظاہر پر محمول کر کے کسی کانے دجال اور اس کے ظاہری گدھے کے ظہور اور پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بحسم عنصری ظاہری نزول کے انتظار میں اپنی عمریں ضائع کر رہے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمان بھائیوں کو بھی WAITING ROOM میں بٹھاتے رکھتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہی ہے کہ آنے والا موعود مخبر صادق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عین پیشگوئیوں کے مطابق مقررہ وقت پر آچکا ہے۔ اس کی صداقت کی تمام علامات ظاہر ہو چکی ہیں اور اس کے ہاتھوں غلبہ اسلام کے عظیم الشان کام انجام پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے اور انہیں بصیرت اور سمجھ عطا فرمائے اور امام الزمان کو شناخت اور قبول کرنے کی سعادت بخشے۔

❖ اس تاریخی مناظرہ کی یہ بات قابل ذکر ہے کہ بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ دلائل کا جواب دلائل سے نہ بن پڑنے پر مولوی صاحبان بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر اور جماعت احمدیہ کے بزرگان کے خلاف گندی بکواس اور اشتعال انگیزی شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جمعیت اہل القرآن و الحدیث کے مناظر اور ان کے ساتھیوں نے اس لحاظ سے نسبتاً اچھا نمونہ دکھایا۔ یہ بھی جماعت کے حق میں ایک نصرت الہی تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس حسن خلق کی جزاء عطا فرمائے۔

❖ مکرم محمد احمد صاحب صوبائی امیر تامل ناڈو پورے مناظرے میں شروع سے آخر تک موجود رہے۔ اور صدر جماعت کوئٹہ مکرم نور الدین صاحب اور ان کی فیملی اور دیگر احباب جماعت ہماؤں کی بہت خدمت کی سعادت پائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو حسنت دارین سے نوازے اور اس تاریخی مناظرہ کو احمدیت کی ترقی کیلئے سنگ میل کی حیثیت عطا فرمائے۔ آمین۔

علامہ درس تدریس کے ڈائری لکھنا بھی آپ کا محبوب مشغلہ تھا جس میں آپ تاریخ و اہربات نوٹ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس میں ۱۶ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ مورخہ ۱۶ کو چار لڑکوں سے سکول جاری ہوا۔ گویا تقسیم ملک کے بعد انتہائی ناگوار حالات میں بھی آپ نے درس تدریس کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ آپ کو علم سکھانے کا اس قدر شوق تھا کہ بوجہ پیرانہ سالی جب تعلیم الاسلام اسکول سے ریٹائر ہوئے تو احمدیہ بازار میں واقع اپنی ایک چھوٹی سی سٹینڈی کی دکان کو ہی درس گاہ بنا لیا۔ بیسیوں غیر مسلم دوستوں نے آپ سے اردو کی تعلیم حاصل کی اور بیسیوں احمدی بچوں نے آپ سے قرآن مجید سیکھا۔ آپ اپنی عمر میں ۴۳ بڑی عمر کے درویشوں کو قرآن مجید ختم کرا چکے تھے۔

آپ نے قریباً سترہ سال تقسیم ملک کے بعد خادم مسجد مبارک کے طور پر خدمت بجالائی۔ قرآن کریم پڑھنا اور پڑھانا اور روزے رکھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ ۲۸ اپریل ۱۹۸۶ء کو ۷۷ سال کی عمر میں مولا نے حقیقی سے جاملے آپ موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ نمبر ۶ میں دفن ہوئے۔

محترم ماسٹر نثار احمد صاحب آف راٹھ دیو پٹی



وفات ۱۹۶۷ء

پڑھانے والے تو بہت ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن تعلیم میں محنت کی چاشنی گھول کر پلانے والے اور بچے کے دل و دماغ میں اتر جانے والے بہت کم ملیں گے۔ ایسے ہی لوگوں میں تھے ماسٹر نثار احمد صاحب پیچہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ آپ موضع راٹھ ضلع ہمیر پور یو۔ پی کے رہنے والے تھے آپ کے والد کا نام حاجی محمد عبدالواحد صاحب تھا۔ آپ ۱۹۵۵ء میں اپنے آبائی وطن سے ہجرت کر کے مع اہل و عیال قادیان آ بیسے۔ بطور پیچہ ملازم ہو گئے۔ بے حد محنتی۔ خوش مزاج ذمہ داری کا احساس رکھنے والے تھے اور سلسلہ احمدیہ کے خالص کارکن تھے

ماسٹر صاحب راٹھ کے ایک خالص خاندان سے تعلق رکھتے تھے تعلیم الاسلام قادیان میں ہی آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب الیم۔ اے کی شاگردی کا بھی شرف حاصل تھا۔ اسی جگہ میٹرک پاس کیا بعد اس مقدس بستی میں سلسلہ کی خدمت کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاری۔ نیک متقی پرہیزگار صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے مزاج نہایت شگفتہ تھا۔ سلسلہ کی جو خدمات سپرد تھیں پوری ذمہ داری کے احساس سے اور دل و جان سے اس کو پورا کیا حتیٰ کہ آخری وقت جب مدرسہ تعلیم الاسلام سکول میں موسمی تعطیلات تھیں۔ اس وقت انٹرنس میں عیادت کے لئے تشریف لے گئے اسی سفر کے دوران انٹرنس آپ کو ایک حادثہ پیش آیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ سوچی تھے مورخہ ۱۸ میں بہشتی مقبرہ میں قطعہ نمبر ۹ میں دفن ہوئے۔

سکول میں دیگر مروجہ مضامین پڑھانے کے علاوہ آپ ڈرائنگ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے آپ کی بنائی ہوئی تصاویر اور نقشے آج بھی آپ کی یاد دلانے میں۔ تصویر نویں محوس ہوتا گیا آپ کی انگلیوں کی غلام ہے جیسا جاسے اپنے ذہن کے خیالات کو تصویر کے ذریعہ نقشہ قرطاس پر اتار دیتے اور دیکھنے والے بھی سمجھتے کہ نیس یہ کامل ہوگئی۔ آپ کے شاگرد اس وقت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔

نہایت سادہ منکر المزاج اور دغا گویاں تھے۔ محکم قریشی فضل حق صاحب درویش نے ساری عمر پڑھانے میں گزاری اردو پڑھانا تو بس آپ پر ختم تھا۔ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر ایک کے لئے دربار تدریس کھلا رہتا۔ آپ ۱۹۰۹ء میں صوبہ آزاد کشمیر کے علاقہ گنڈوڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام محکم کمال الدین صاحب تھا۔ آپ ۱۹۴۰ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک موضع سیکھواں میں بطور مدرس کام کیا۔ تقسیم ملک کے بعد حفاظت مرکز کی خاطر قادیان میں آگے ابتدائی درویشوں میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ نیز آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی حدیث نبوی خیر کرم من تعلم القرآن و علمہ کے تحت درس تدریس میں گزاری۔ خصوصاً اردو اور دینیات آپ کا محبوب مشغلہ تھا احمدیت قبول کرنے سے قبل بھی آپ گنڈوڑ میں مسجد کے امام اور اسلامی درس گاہ کے مدرس تھے۔ قبول احمدیت کے بعد تو اس مشغلہ میں مزید وسعت پیدا ہوگئی۔ قادیان میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلسلہ کے مرب ہدایت آپ نے دو سکولوں کی بنیاد رکھی۔ ایک پرائمری سکول جس میں آپ چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہے جس میں مسلم طلباء کے علاوہ غیر مسلم طلباء بھی پڑھتے رہے۔ دوسرے نفرت گرز ہائی سکول میں آپ نے کچھ عرصہ تعلیم دی۔ (تاریخ احمدیت جوں کشمیر ص ۱۸۹)

محترم قریشی فضل حق صاحب درویش



۱۹۰۹ء ————— ۱۹۸۶ء

نہایت سادہ منکر المزاج اور دغا گویاں تھے۔ محکم قریشی فضل حق صاحب درویش نے ساری عمر پڑھانے میں گزاری اردو پڑھانا تو بس آپ پر ختم تھا۔ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر ایک کے لئے دربار تدریس کھلا رہتا۔ آپ ۱۹۰۹ء میں صوبہ آزاد کشمیر کے علاقہ گنڈوڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام محکم کمال الدین صاحب تھا۔ آپ ۱۹۴۰ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک موضع سیکھواں میں بطور مدرس کام کیا۔ تقسیم ملک کے بعد حفاظت مرکز کی خاطر قادیان میں آگے ابتدائی درویشوں میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ نیز آپ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں بھی شامل تھے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی حدیث نبوی خیر کرم من تعلم القرآن و علمہ کے تحت درس تدریس میں گزاری۔ خصوصاً اردو اور دینیات آپ کا محبوب مشغلہ تھا احمدیت قبول کرنے سے قبل بھی آپ گنڈوڑ میں مسجد کے امام اور اسلامی درس گاہ کے مدرس تھے۔ قبول احمدیت کے بعد تو اس مشغلہ میں مزید وسعت پیدا ہوگئی۔ قادیان میں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلسلہ کے مرب ہدایت آپ نے دو سکولوں کی بنیاد رکھی۔ ایک پرائمری سکول جس میں آپ چار سال تک ہیڈ ماسٹر رہے جس میں مسلم طلباء کے علاوہ غیر مسلم طلباء بھی پڑھتے رہے۔ دوسرے نفرت گرز ہائی سکول میں آپ نے کچھ عرصہ تعلیم دی۔ (تاریخ احمدیت جوں کشمیر ص ۱۸۹)

بڑا عظیم آفریقہ میں ہمارے شاندار تعلیمی مراکز

نائیجریا تشریف لائے اور وہاں کے سربراہ مملکت جنرل یعقوب گودن سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنرل صاحب موصوف نے اہل نائیجریا کو زیور علم سے آراستہ کرنے انہیں طبی سہولتیں بہم پہنچانے نیز انہیں مفید بااخلاق اور ایثار پرست شہری بنانے کی مساعی جمیلہ کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی گراں قدر خدمات کو سراہا اور ان کی بہت تعریف کی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ نائیجریا میں مسلمانوں میں حصول علم کی لگن پیدا کرنے اور انہیں اس طرح ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں جماعت احمدیہ کو اولیت کا فخر حاصل

- ۳۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو سالوئے لائیبریا میں احمدیہ مسلم ہائی سکول کی عمارت کا افتتاح ہوا۔
- ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو احمدیہ مسلم سکول اگیٹے کا افتتاح ہوا۔
- احمدیہ مسلم ہائی سکول اوڈا (نائیجریا) کا ۱۶ مارچ ۱۹۷۳ء کو افتتاح ہوا۔
- نصرت گرلز اکیڈمی (غانا) کا ستمبر ۱۹۷۳ء میں قیام ہوا۔

- سکول کا سنگ بنیاد نصب فرمایا۔
- ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو نائیجریا میں منہ کے مقام پر ایک احمدیہ ہائرسیکنڈری سکول کا افتتاح نائیجریا کے ایجوکیشن کمشنر کیا۔
- سیرالیون میں روکو پورسیکینڈری سکول کا افتتاح اس صوبہ (شمالی) کے پرنسپل منسٹر نے ۲ دسمبر ۱۹۷۱ء کو کیا۔

سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو تعلیم سے بہت محبت تھی آپ نے دینی تعلیم کے علاوہ خود بھی آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور ایک لمبا عرصہ قادیان اور پھر ربوہ کے تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے گرانقدر خدمات انجام دیں اسی طرح طالب علموں کا آپ بہت خیال رکھتے نہ صرف علم کا بلکہ صحت کا بھی اسی لئے آپ نے تعلیمی منصوبہ کا اعلان فرماتے ہوئے طلبائی تمغہ جات کا اعلان فرمایا۔ طالب علموں کے لئے خاص طور پر سویا بین کے استعمال کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا ہر بچہ امتحان سے پہلے مجھے دعا کے لئے خط لکھے۔ وسط ۱۹۷۱ء میں آپ نے مغربی افریقہ کے ۶ ممالک کا دورہ فرمایا اور خدائی تحریک کے مطابق صحت و تندرستی اور تعلیم و تربیت کے لئے نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم نافذ کی اور مجلس نصرت جہاں کا قیام فرمایا۔ اس کے متعلق ایک بار آپ نے فرمایا۔

”گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت سے میرے دل میں ڈالا کہ تم کم از کم ایک لاکھ پونڈ ان ملکوں میں خرچ کرو اور اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا“ اس مجلس کے تحت ۱۹۷۱ء تک ۱۹ ہسپتال اور ۲۴ اسکولز قائم کئے گئے۔ جبکہ تبشیر کے تحت ۱۱ سکول تعلیمی خدمات بجالا رہے ہیں۔ سکولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ غانا ۶ نائیجریا ۱۰ سیرالیون ۷ لائیبریا ۱ جون ۷۲ء تک ان سکولوں سے ۷۷۷۷۷ افراد فارغ التحصیل ہوئے۔ مغربی افریقہ کے ممالک میں قائم ہونے والے اسکولوں کا جنرل کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

- جوہد (افریقہ) میں جماعت کا ایک سیکنڈری سکول قائم ہوا۔
- نائیجریا کے ایک اہم شہر آجے بواڈو میں وہاں کی ترقیاتی کونسل نے ۱۲۰ ایکڑ زمین سکول اور ہیلتھ سنٹر کے لئے بطور عطیہ دی۔

- یکم نومبر ۱۹۷۱ء میں مغربی افریقہ و آ (غانا) کے مقام پر نصرت جہاں گرلز اکیڈمی ایک سیکنڈری سکول کھولا گیا۔ اسی طرح دوسرا سکول خوبینہ (غانا) میں کھولا گیا۔
- ۳۱ مئی ۱۹۷۱ء کو گیمبیا کے دارالحکومت باٹھرسٹ کے مصافحات میں حضور نے اپنے دست مبارک سے ایک سیکنڈری

احمدیہ سیکنڈری سکول - ٹومبو دوکونا - (مغربی افریقہ)

ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے اولین مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر ہی تھے جنہوں نے ۱۹۲۱ء میں وہاں سب سے پہلے مسلم سکول کی بنیاد ڈالی اور مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی طرف بہت زور شور سے توجہ دلائی اس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے اپنے اسکول قائم کرنے شروع کئے۔ (بدر اپریل ۱۹۷۰ء)

طلباء کو قیمتی نصائح :-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے کاسی یونیورسٹی دگھانا میں جو طلباء کو نصائح فرمائیں اس کی رپورٹ اخبار غانا ٹائمز نے ۲۳ اپریل ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۲ پر شائع کی۔ یہ نصائح طلباء کے لئے سنہری اصولوں کا حکم رکھتی ہیں۔ اخبار لکھتا ہے ”کاسی یونیورسٹی پر روز بدھ جماعت احمدیہ کے عظیم رہبر رہنا حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث نے کاسی یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے مسلمان طلباء سے یونیورسٹی کے بڑے بال میں خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ جو محمد و کتابی علم کلاس کے کمرہ میں حاصل کیا جاتا ہے۔ (باقی صفحہ پر)

- مشنری ٹریننگ کالج (غانا) کا مارچ ۱۹۷۲ء میں افتتاح ہوا۔
- احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن۔ (سیرالیون) کا ستمبر ۱۹۷۲ء میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔
- احمدیہ سیکنڈری ہنگی (سیرالیون) کا ۶ ستمبر ۱۹۷۲ء کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔
- مسلم گرلز سیکنڈری سکول (سیرالیون) کا ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو ٹومبو دوکونا پر اجراء ہوا۔
- مغربی افریقہ کے یہ سکول بہت کامیابی سے خدمت انجام دے رہے ہیں ۲۲ دسمبر ۱۹۶۹ء کو سیرالیون کے وزیراعظم جناب ڈاکٹر بینک سٹیونس اور دیگر تعلیم کے اعلیٰ حکام نے احمدیہ سیکنڈری سکول فری ٹاؤن اور لیوبا رٹریز کا معائنہ کیا اور اسکول کے حسن انتظام طلباء کی اعلیٰ تعلیمی اور اخلاقی تربیت اور معیاری لیبارٹریز اور سکول کے نتائج پر بہت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیہ مشن جس رنگ میں ملک کی تعلیم اور روحانی میدان میں بے لوث خدمت کر رہا ہے اسے سیرالیون کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

(بدر یکم جنوری ۱۹۷۱ء) اپریل ۱۹۷۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

- ۳۱ مارچ ۱۹۷۲ء میں نائیجریا میں نارٹھ ویسٹرن سٹیٹ میں گساؤ مقام پر ایک نفل عمر احمدیہ سیکنڈری سکول کا سنگ بنیاد سٹیٹ کے ایجوکیشنل کمشنر حاجی ابراہیم گونڈو نے رکھا۔
- نائیجریا میں سنا مقام پر ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۱۹۷۱ء کو گیمبیا باٹھرسٹ میں نصرت ہائی اسکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۱۹۷۱ء میں سیرالیون میں بمقام روکو پور سیکنڈری سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۱۹۷۱ء میں غانا میں بمقام فومینہ سکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۱۹۷۱ء میں غانا میں بمقام صاگا سکول کا اجراء ہوا۔
- ۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام سوکو سکول کا اجراء ہوا۔
- ۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام ہائسن سکول کا اجراء ہوا۔
- ۱۹۷۲ء میں غانا میں بمقام ایسا چرسکول کا اجراء ہوا۔
- ستمبر ۱۹۷۱ء میں گیمبیا باٹھرسٹ میں احمدیہ سکول جاری ہوا۔
- ۲۳ جون ۱۹۷۲ء کو نائیجریا میں بمقام امیشہ سکول کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا گیا

ہندوستان میں ہمارے کامیاب انگلش میڈیم سکول

میر عبدالستار صاحب سیکرٹری وقف جدید کی اذان کے بعد خاکسار نے سنگ بنیاد رکھا، وقف نو میں شامل ایک عزیز مہم مہدی زاہد نے دو سہ پتھر رکھا مکرم غلام نبی صاحب نیاز مکرم شمس الدین صاحب صدر جماعت تہ کہ پورہ مکرم خورشید احمد



فضل عمر سکول پینگا ڈی (کیرلہ) کی شاندار عمارت

کشمیر کا ایک خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے
" اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے صوبہ بھر میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ ناصر آباد میں دسویں کلاس اور یاری پورہ میں نویں کلاس اسی طرح دیگر سکولوں میں بھی۔ علی الترتیب نئی کلاسوں کا اجراء ہوگا ان سکولوں میں ڈیڑھ ہزار کے قریب طلباء و طالبات ہیں غیر از جماعت اہل حدیث۔ جماعت اسلامی۔ تبلیغ اسلام سنی فرقہ کے دانشمند تعلیم یافتہ طبقہ کے

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس وقت مرکز احمدیت قادیان کے علاوہ ہندوستان میں ہمارے گیارہ انگلش میڈیم سکول نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں۔ ان میں سے بعض میٹرک تک ہیں اور بعض پرائمری تک اور ہر سال ترقی کرتے رہتے ہیں۔ فی الحال یہ سکول جموں کشمیر، کیرلہ اور آسام میں کھولے گئے ہیں۔ لیکن بنگال میں جلد ہی دو سکول کھولنے والے ہیں۔ جن کے لئے زمینات خریدنے اور عمارت بنانے کی کارروائی چل رہی ہے۔



فضل عمر سکول کیرولائی (کیرلہ) میں دعا کرتے ہوئے بچوں کا ایک منظر

صاحب دانی سیکرٹری مال اونہ کام سکرم عبد العزیز صاحب ڈار صدر جماعت شورت مکرم شیخ عبد الحمید صاحب چیک ایمرچھ مکرم بشیر احمد خان صاحب نائب صدر مکرم محمد انصاف خان صاحب صدر جماعت نورہ می مکرم عبدالرحیم صاحب ساجد صدر جماعت بالسو، مکرم ڈاکٹر ایجاز احمد خان صاحب سیکرٹری تعلیم مکرم ارشد احمد خان صاحب صدر جماعت براز لو اور مکرم عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت سرینگر جو باوجود کمزوری کے اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے نے ایک ایک پتھر رکھا اس طرح یہ مبارک تقریب روحانی ماحول میں دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین اس موقع پر مٹھائی تقسیم کی گئی چائے پلائی گئی۔ مہمانان کرام کے لئے کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ غیر از جماعت دوست بھی کافی تعداد میں شامل تھے مولانا کریم سب شرکا کو اپنے فضلوں برکتوں رحمتوں سے نوازے آمین۔

اس سکول میں دو صد سے زائد بچے پکیاں زیر تعلیم ہیں اور کافی تعداد میں جماعت سے باہر ہر فرقہ کے دانشمند تعلیم یافتہ معززین کے بچے پکیاں بھی شامل ہیں۔ انشاء اللہ اس سال نویں کلاس کھولنے کا بھی پروگرام ہے۔ ریاست میں اس وقت جماعت کے چھ سکول چل رہے ہیں۔ انگلش میڈیم کے ساتھ ساتھ اسلامیات بھی پڑھایا جاتا ہے۔

علاوہ ان کے بنگال میں بھرت پور اور سیرے گھاٹ میں اسکولوں کی تعمیر کی کارروائی ہو رہی ہے۔

حال ہی میں یاری پورہ میں نئے تعمیر کئے جانے والے سکول کی تقریب سنگ بنیاد کی رپورٹ ملی ہے۔ جو یہاں درج کی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک ایمر جماعت کشمیر نے ارسال کی ہے۔

یاری پورہ تعلیم الاسلام احمدیہ سکول کے سنگ بنیاد کی تقریب

مولانا کریم کے فضل و کرم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور شفقت سے مورخہ ۱۱/۱۲ کو یہ تقریب دعاؤں کے روحانی ماحول میں عمل میں آگئی الحمد للہ تلاوت قرآن کریم مکرم میر عبد الرحمن صاحب سیکرٹری مال کی دیکر مکرم غلام نبی صاحب ناظر سیکرٹری تبلیغ نے موقع کی مناسبت سے اپنی نظم خدا کا نام لیکر ہم شروع یہ کام کرتے ہیں یہ خوبی ہم محمد مصطفیٰ کے نام کرتے ہیں اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنائی جو بدر میں دوسری جگہ چمپی ہے مکرم غلام نبی صاحب نیاز مشنری انچارج نے جماعت کے ان سکولوں کے کھولنے کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرنے کے لئے بزرگان سلسلہ کے ارشادات بھی سنائے خاکسار (عبد الحمید ٹاک) نے بھی موقع کی مناسبت سے چند گزارشات کیے اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی مکرم

بچے اور بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ اسی طرح ان سکولوں کا ہر لحاظ سے اچھا اثر قائم ہو رہا ہے۔
عبد الحمید ٹاک
۲۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء
ذیل میں ہندوستان کے مختلف صوبوں میں جاری تعلیم الاسلام انگلش میڈیم سکولوں کی تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

جموں کشمیر

- ۱۔ ناصر آباد ۲۔ آسنور
- ۳۔ یاری پورہ ۴۔ ہاری پاریگام
- ۵۔ رشی نگر ۶۔ چارکوٹ

کیرلہ

- ۱۔ کوڈالی ۲۔ کرولالی
- ۳۔ پینگا ڈی ۴۔ کالیکٹ
- ۵۔ آسام ۱۔ تپا جولی

یہ تمام سکول اپنے اپنے صوبوں کے صوبائی بورڈوں کی زیر نگرانی جاری ہیں۔ ہر بورڈ کا صدر اس صوبہ کا ایمر ہے۔ یہ بورڈز اپنے اجلاسات کرتے ہیں جن میں سکولوں کی ترقی کے لئے منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ مزید سکولوں کے کھولنے پر غور ہوتے ہیں۔

ان سکولوں کو مرکزی فنڈ سے گرانٹ دی جاتی ہے جو کہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے توسط سے بطورائی جاتی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان سکولوں سے جہاں احمدی طلباء و طالبات فائدہ اٹھاتے ہیں وہاں بلا امتیاز مذہب و ملت دیگر غیر احمدی دیگر مسلم طلباء بھی استفادہ کرتے ہیں بلکہ بعض سکولوں میں تو غیر احمدی دیگر مسلم طلباء و طالبات احمدی طلباء و طالبات کی نوبت زیادہ ہیں اس موقع پر نمونہ کے طور پر مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک ایمر جماعت احمدیہ



تعلیم الاسلام سکول یاری پورہ (کشمیر) کے سنگ بنیاد کی تقریب کا منظر



تعلیم الاسلام سکول آسنور (کشمیر) کی بلڈنگ

ہمارے وہ انصار، خدام اور اطفال بھی خصوصی دعاؤں کے حقدار ہیں جو دن رات اپنا قیمتی وقت اس تعمیری کام میں وقفہ عمل کے طور پر صرف کرتے ہیں :

بقیہ صفحہ ۱۷

ہندوستان کے وہ خوش قسمت طلبہ و طالبات جنہوں نے طلائی تمغے حاصل کئے

نام	دلالت	یونیورسٹی - بورڈ	مضمون	سنہ
ڈاکٹر میر صلاح الدین صاحب	مکرم میر غلام رسول صاحب	ایگریکلچر یونیورسٹی حیدرآباد	B.V.Sc	۱۹۸۲ء
صبیحہ یونس صاحبہ	مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب	بھاگلپور یونیورسٹی (بہار)	M.A. سائیکالوجی	۱۹۸۳ء
ڈاکٹر ممتاز الدین صاحب	مکرم بشیر الدین صاحب	کشمیر یونیورسٹی	M.B.B.S	۱۹۸۴ء
مکرم جمیل احمد صاحب (ناظر تعلیم)	مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش	بھاگلپور یونیورسٹی	L.L.B	۱۹۸۴ء
شیخ عبدالعظیم صاحب	مکرم عبدالشکور صاحب	انڈین سکول آف مائنر	M.Sc جیالوجی میسری پوزیشن	۱۹۸۴ء
عائشہ سلطانہ صاحبہ	مکرم مولوی محمد یوسف صاحب فاضل درویش	گورونانک دیو یونیورسٹی	M.A اردو	۱۹۸۵ء
مظفر احمد صاحب ٹاک	مکرم غلام نبی صاحب ناظر	کشمیر یونیورسٹی	M-A کشمیری	۱۹۸۷ء
ڈاکٹر سید بشیر الدین صاحب	مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب بھاگلپور	بھاگلپور یونیورسٹی	M.B.B.S	۱۹۹۰ء
ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب	مکرم سید محمد شاہ صاحب بیج بہارہ	ایگریکلچر یونیورسٹی ہریانہ	M.V.Sc	۱۹۹۰ء

کے درج ذیل تین طلبہ کو یہ تمغے اپنے دست مبارک سے عطا فرمائے تھے۔

- ۱۔ آفتاب احمد صاحب اوکاڑہ (پاکستان) پری انجینئرنگ میں اول
- ۲۔ نعیم الحق خان صاحب فیض اللہ چک (پاکستان)
- ۳۔ محمد لائق احمد صاحب جام شوروہ (پاکستان)

کسی ایک انیڑھ کو تعلیم دے کر دنیا میں
علم کے نور کو پھیلائیں۔

نوٹ :- مذکورہ طلبہ و طالبات میں سے سوائے شیخ عبدالعظیم صاحب کے باقی سب نے اول پوزیشن حاصل کی
اسی طرح دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات اپنے اپنے ممالک کی یونیورسٹیوں اور بورڈوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہیں لیکن چونکہ ان سب کا ریکارڈ اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ اس لئے ہم ان کے اسماء اس موقع پر پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ جس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳ جون ۱۹۸۰ء کو تقسیم تمغہ جات کے سلسلہ میں پہلی تقریب میں تمغہ جات مرحمت فرمائے تھے تو پاکستان

بدر کی توجہ اشاعت آپ کا فریضہ ہے (شیخ بدر)

تعلیم الاسلام ہائی سکول

۹ سال کی روشن تاریخ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے بموجبیت کے وقت قادیان میں دو اسکول تھے ایک سرکاری نوٹر پرائمری تنگ تھا اور دوسری چھلہ کے قریب تھا دوسرا آریہ اسکول جس میں اس سے اوپر کی کچھ جماعتیں تھیں۔ دونوں اسکولوں میں مسلم بچوں سے امتیازی سلوک کے ساتھ ساتھ انہیں گمراہ کرنے کے لئے اسلام پر بر ملا حملے کئے جاتے تھے۔ سرکاری اسکول کی بابت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی الصلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ:-

”اُس پرائمری اسکول میں بھی کچھ پڑھا ہوا ہے (الفضل ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۱) اور مسلم بچوں سے امتیازی سلوک اور ان کے دماغوں میں اسلام کے خلاف نہ ہر پلے خیالات بھرنے کی بابت بھی فرمایا۔

اُس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اب ہمارے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ ہم ایک اسلامی اسکول کھولیں ”موسیٰ بنور علیہ السلام نے ۱۵ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو جماعت کے نو بھائیوں کو عیسائیت، اتحاد اور شرفی تہذیب سے بچانے اور انہیں اسلام کا حلقہ بنانے کی غرض سے قادیان میں ایک مثالی درس گاہ کے قیام کی بذریعہ اشتہار تحریر فرمائی۔ چنانچہ حضورؑ نے لکھا:-

”اگرچہ ہم دن رات اس ہی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ سچے ہوں پر ایمان لائیں جس سے ان کے دل سے نور ملتا ہے اور نجات حاصل ہوتی ہے لیکن اُس مفقود تک پہنچانے کے لئے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کئے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھہرائی جائیں جن کے پڑھنے سے ان کو پتہ چلے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملہ کیا ہے وہ حیلہ کیسے خیانت اور جھوٹ اور بے ایمانی سے

بھرتے ہوئے ہیں..... میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے میں تالیف کرونگا بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی۔ اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائے گا جس سے ان کا باطل ہونا کھل جائیگا..... اسی لئے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو ملک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو سرانجام دوں گا میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان فسادات میں اسلامی ذریت کو خیر از اہل کے واسطے سے بچانے کے لئے اس ارادہ میں میری مدد کرے۔ سو میرے مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک مدراس قائم کیا جائے۔“

(رسالہ تعلیم الاسلام جلد اول نمبر ہفتم ۲۳۰ تا ۲۳۲ و تبلیغ رسالت جلد ششم دہر اول صفحہ ۵۳ تا ۱۵۵)

انتظامیہ کمیٹی کی تشکیل چنانچہ

اس اہم تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مہیا کرنے اور مدرسہ کے انتظامی امور پر سوچنے اور قواعد مرتب کرنے کی غرض سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کا پہلا اجلاس ۷ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مدرسہ کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی مقرر کی گئی جس کا پریذیڈنٹ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب بھیروی تھا صاحب حضرت میرزا نواب صاحب سیکرٹری خواجہ کمال الدین صاحب وکیل ہائی کورٹ اور جاسٹس سیکرٹری حضرت مولانا عبدالکرم صاحب مقرر کیے گئے۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱)

بعد میں حضرت مولوی صاحب ہی سیکرٹری ہو گئے۔ حضرت مولوی صاحب کو نمبر مدرسہ کے معاملات سے بہت دلچسپی تھی۔ (رسالہ تعلیم الاسلام جلد اول ص ۲۳۲ تا ۲۳۶) انتظامیہ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو کھول دیا جائے۔

افتتاح انتظامیہ کمیٹی کے

فیصلہ کی رو سے تو مدرسہ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو ہی کھل جانا چاہیے تھا مگر چونکہ یہ دن جلسہ لانے کے لئے جن میں ہمارے بکثرت آئے ہوئے تھے اس لئے اس کا افتتاح ۳ جنوری ۱۸۹۸ء کو ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس مدرسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا:-

”ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ مروجہ تعلیم کو اسی لئے ساتھ رکھا ہے تاکہ یہ علوم خادم دین بنیں۔“

”ہماری یہ غرض نہیں کہ ایف اے یا بی اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں ہمارے پیش نظر تو یہ ہے کہ ایسے لوگ خدمت دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اسی لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کے لئے کام آسکے۔“ (الحکم اکتوبر ۱۹۰۵ء)

مدرسہ کی عمارت شروع میں

مدرسہ کے لئے کوئی مخصوص عمارت نہ تھی۔ اس لئے اس کا آغاز ہمارے خانہ سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس بالیر کوٹہ ہجرت کر کے قادیان تشریف لائے تو حضور اقدس نے مدرسہ کا پورا نظم و نسق ان کے سپرد کر دیا۔ آپ نے ۷ ستمبر ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک یہ فوری خدمت نبھائی محنت اور ذوق و شوق سے سرانجام دی۔ مدرسہ کو ضروری فرنیچر فراہم کیا۔

اور پہلی عمارت کو مسدود دی اور کھاب پیر کو کے بورڈنگ کے لئے کوارٹر بنوائے اس کے بعد ضروریات پرنے پر قادیان کے شمال میں ایک وسیع قطعہ اراضی تین ہزار میں خرید لیا گیا جس کی بنیادوں کی کھدائی مارچ ۱۹۱۲ء میں شروع ہوئی۔ اور ۱۵ جون ۱۹۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدین صاحب نے دعا کر کے بنیادی اینٹ رکھی۔ پھر آپ کے ارشاد کے مطابق حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ (اخبار تدریس ۲ جون ۱۹۱۲ء) بعد ازاں یہاں تعلیم الاسلام ہائی اسکول اور بورڈنگ کی شاندار عمارتیں بنیں۔ ۱۹۱۳ء میں ہائی اسکول اپنی جدید عمارت میں آگیا۔ تیس سال بعد جب ۱۹۴۶ء میں عمارت تعلیم الاسلام کالج کو دے دی گئی تو نور ہسپتال سے متصل ایک دوسری جگہ ہائی اسکول تعمیر کیا گیا جو تقسیم ملک کے ۱۹۴۷ء تک قائم رہا۔ اس کے بعد یہ عمارتیں سکھ نیشنل کالج اور خالد ہائی اسکول کے منتظمین کو کمرے پر دے دی گئیں جو اب تک انہیں کے پاس ہیں اور اندر ہی حالات تقسیم ملک کے بعد سے تعلیم الاسلام ہائی اسکول ہمارے خانہ سے متصل بلڈنگ میں لگایا جا رہا ہے۔ اس کا ذکر آخر میں آ رہا ہے۔

مدرسہ اسٹاف مدرسہ کے اولین

ہیڈ ماسٹر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب مقرر ہوئے اور ابتدائی اساتذہ بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نو مسلم مولوی فضل دین صاحب ساکن کھاریاں اور حافظ احمر احمد صاحب تھے۔ (رسالہ تعلیم الاسلام دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۲۲) ان کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کئی ایک قابل بزرگ اساتذہ اس اسٹاف میں شامل ہوئے۔ مثلاً (۱) قاضی امیر حسین صاحب (۲) مولوی سید سرور شاہ صاحب (۳) مولوی حکیم عبید اللہ صاحب بسمل (۴) شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی (۵) ماسٹر عبدالرشید صاحب جالندھری سابق مہرنگہ۔ (۶) ماسٹر عبدالرحیم صاحب تیرہویہ منشی غلام محمد صاحب (۸) مولوی غلام نبی

صاحب (۱۰) ماسٹر عبد العزیز خان صاحب (۱۰) پیر منظور محمد صاحب (۱۱) قاضی عبد الحق صاحب (۱۲) منشی سکندر علی صاحب کھانوری (رسالہ تعلیم الاسلام دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۶) ۱۹۷۷ء میں تقسیم ملک کے وقت سلسلہ عالیہ کے اس دائمی مرکز میں مشائخ ائمہ کی حفاظت اور خدمت دین کے لئے ۳۱۳ درویشان رہ گئے اور عورتوں اور کوئی بچہ نہ رہا تو جنوری ۱۹۷۹ء تک اسکول عارضی طور پر بند رکھنا پڑا۔ ۱۶ فروری ۱۹۷۹ء کو مدرسہ تعلیم الاسلام کا دوبارہ اجراء ہوا۔ اس وقت ابتدائی مدرسہ اور ہیڈ ماسٹر عترم قریشی فضل حق صاحب مرحوم درویش مقرر ہوئے۔ پرائمری سے مدرسہ جب مڈل میں اب گریڈ ہوا تو جس طرح ۱۹۹۸ء میں مدرسہ کے پہلے مڈل کے امتحان میں تین طالب علم رضوانی غلام محمد صاحب مبلغ مارلیشس راجہ اسماعیل صاحب اور شیخ محمد نصیب صاحب شامل ہوئے اور تینوں پاس ہوئے (روایات صحابہ جلد ہفتم صفحہ ۱۲۳) اسی طرح تقسیم ملک کے بعد کے پہلے مڈل کے امتحان میں تین طالب علم (مولوی محمد حمید صاحب کوثر مبلغ امراٹیل ابن مکرم محمد شریف صاحب گجراتی درویش مرحوم محمد اسماعیل صاحب نور علی ابن مولوی عبد القادر صاحب درویش اور طاہر احمد صاحب ابن منور علی صاحب درویش نوٹوگرافر) شامل ہوئے اور تینوں پاس ہوئے۔ مدرسہ ۱۹۷۷ء میں دوبارہ ہائی اسکول میں آپ گریڈ ہو گیا۔

ہیڈ ماسٹر جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے پہلے ہیڈ ماسٹر شیخ یعقوب علی صاحب تراسہ تھے۔ اس وقت سے آج تک جو ہیڈ ماسٹر ہوئے ان کی فہرست درج ذیل ہے۔
(۱) شیخ یعقوب علی صاحب تراسہ (۲) مرزا ایوب بیگ صاحب (۳) ماسٹر فقیر اللہ صاحب (۴) راجہ شبیر محمد خاندان صاحب بی اے سپرنٹنڈنٹ محکمہ مال۔
(۵) حضرت مولوی شیر علی صاحب (۶) حضرت مفتی محمد صادق صاحب (۷) مولوی صدر الدین صاحب (۸) مولوی محمد دین صاحب (۹) تاقی محمد عبد اللہ صاحب

(۱۰) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔
(۱۱) اخوند عبد القادر خاندان صاحب (۱۲) سید سمیع اللہ صاحب (۱۳) سید محمود اللہ صاحب (۱۴) ملک قادیان میں پھر ربوہ میں اسی خدمت پر مقرر ہوئے۔
(۱۵) قریشی فضل حق صاحب درویش (۱۶) سید ظفر احمد صاحب (۱۷) مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی درویش (۱۸) سید عبد الحمید صاحب بھنگپوری (۱۹) قریشی عبد المہاجر صاحب (۲۰) گیلانی بشیر احمد صاحب ناصر درویش (۲۱) سید شہامت علی صاحب درویش (۲۲) محمد الیاس صاحب (۲۳) خواجہ بشیر احمد صاحب بٹ (۲۴) ماسٹری۔ عبد الحق صاحب (موصوف نے اس سے قبل ۱۹۷۸-۷۹ء میں بھی بطور ہیڈ ماسٹر خدمت سرانجام دی تھی۔

ماسٹری۔ عبد الحق صاحب جنوری ۱۹۹۲ء سے اب تک اسکول کے نظم و نسق اور تعلیمی حالت کو بہتر بنانے میں پورے ذوق و شوق اور انہماک سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

بورڈنگ ہاؤس اور اس کے سپرنٹنڈنٹ۔ اولین طلباء کی تعداد بہت ہی کم تھی جو ہمان خانہ کے ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ اور ان کے نگران حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب نوسم (سابق جگت سنگھ) مقرر ہوئے۔ بورڈنگ ہاؤس کی مستقل صورت مئی ۱۹۷۰ء سے کی گئی۔ ابتداً ۳۲ بورڈر تھے۔ حضرت سید محمود علیہ السلام کے زمانہ میں متعدد سپرنٹنڈنٹ بنے جن میں سے شیخ عبد الحق صاحب حضرت مولوی عبید اللہ صاحب بسمل اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام کے بچوں کا انتظام مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں کیا گیا۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کا فی الحال بورڈنگ کا کوئی علیحدہ انتظام نہیں ہے۔

طلباء کی تعداد حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں طلباء کی تعداد حسب ذیل تھی:-
۱۸۹۸ء..... ۱۱

۱۸۹۹ء..... ۸۵
۱۹۰۰ء..... ۱۷۱
۱۹۰۱ء..... ۱۷۶
۱۹۰۲ء..... ۱۵۰
۱۹۰۳ء..... ۱۵۲
۱۹۰۴ء..... ۱۳۲
۱۹۰۵ء..... ۱۳۸
۱۹۰۶ء..... ۲۰۸
۱۹۰۷ء..... ۲۲۰
۱۹۰۸ء..... ۱۹۰
تقسیم ملک کے بعد مدرسہ تعلیم الاسلام تین طلباء سے شروع ہو کر اس وقت اس میں بفضلہ تعالیٰ ۲۷۰ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ اسکول سیکولرزم کا ایک بہترین نمونہ ہے جہاں ہر مذہب و ملت کے بچے تعلیم پاتے ہیں اور سبھی کو بلا امتیاز مذہب و ملت مساوی طور پر مفت تعلیمی سہولیات مہیا ہیں۔ اس وقت اسکول میں سرکاری نصاب کے مطابق انگریزی، ریاضی، سائنس، اردو، ہندی، پنجابی اور سوشل سٹڈیز سات مضامین کے ساتھ ساتھ مسلم بچوں کے لئے حضرت سید محمود علیہ السلام کی فتاویٰ کے مطابق دینیات کے مضمون پر بطور خاص توجہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ سبھی کلاس تک قرآن مجید ناظرہ مکمل پڑھانے کے علاوہ دس پائے با ترجمہ پڑھا دیئے جاتے ہیں۔ تمام بچے سرکاری نصاب کے مطابق پنجاب اسکول ایجوکیشن بورڈ سے ہندی میڈیم سے میٹرک کا امتحان پاس کرتے ہیں۔

مدرسہ تعلیم الاسلام نے جوانی ابتدائی شکل میں پرائمری کی صورت میں شروع ہوا۔ خدا کے فضل سے چند سالوں کے اندر اندر اس نے بڑی ترقی کی چنانچہ ۱۸۹۸ء میں وہ مڈل اسکول بنا، فروری ۱۹۰۰ء میں ہائی اسکول ہوا اور مئی ۱۹۰۳ء میں کالج تک پہنچ گیا۔ جماعت احمدیہ کی اس مرکزی درس گاہ کی خدمات کا سلسلہ تقریباً ایک صدی سے پھیلا ہوا ہے۔ بالخصوص جماعت کے انگریزی خوان طبقہ میں اونویں علم کے ساتھ ساتھ اسلامی ذوق اور دینی شغف پیدا کرنے میں مدرسہ تعلیم الاسلام نے ایک نمایاں حصہ لیا ہے۔ جماعت کے بہت سے مبلغ اور دوسرے مقامی کارکن اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل

ہیں۔ افسوس سے بڑھ کر یہ کہ اس ادارہ کے قدیم طلباء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب جیسی برگزیدہ ہستیاں بھی شامل ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد اس مرکزی درس گاہ کے فارغ التحصیل طلباء میں سے اس وقت مولوی جلال الدین صاحب ہیڈ ماسٹری عبد الحق صاحب جمیل احمد صاحب نامہ جو ہداری منظور احمد صاحب گجراتی منیر احمد صاحب حافظ آبادی جو ہداری محمد اکبر صاحب جو ہداری محمد عامر صاحب ننکئی مولوی منیر احمد صاحب مولوی محمد کریم الدین صاحب بھی ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کے مختلف ادارہ جات میں اعلیٰ عہدوں پر سلسلہ کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر حمید احمد صاحب کئی ایچ ڈی ڈاکٹر کیم احمد صاحب ناصر علی الترتیب کیلیفورنیا یونیورسٹی اور علی گڑھ یونیورسٹی میں سائنس کے لیکچرر ہیں۔ اور ڈاکٹر عبدالرشید صاحب بڑا ایم ایس ایران میں ڈاکٹری کی خدمات دینے کے بعد اس وقت مقامی طور پر پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر منظور احمد صاحب ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی سائنس کے لیکچرر کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

کوئی احمدی بچہ کم از کم میٹرک سے پہلے اور کوئی احمدی بچی کم از کم مڈل سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے۔
راشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؑ

قادیان کانفرنس گریز مانی سکول۔ !

جو گزشتہ کئی سال سے سو فیصد زلٹ دے رہا ہے

محترمہ شہیدہ محبوبہ صاحبہ بیگم صاحبہ نے گریز مانی سکول ۱۶ ہے اور بچیوں کی تعداد ۲۲۰ ایسی ہیں جنہوں نے اسی سکول سے بلحاظ مذہب و ملت بچیاں سکول فیس سے تعلیم پاتی ہیں۔ کے فضل سے تمام سٹاف منجی موجود سٹاف میں سے ۹ عورت ایماندار ہے۔ پچھلے دس سال

پارٹیشن کے بعد ۱۹۵۲ میں نصرت گریز سکول دوبارہ شروع ہوا۔ شروع میں چند بچیاں تھیں۔ قریشی فضل حق صاحب مرحوم اس سکول کے پہلے استاد تھے چند سال تک وہ بچیوں کو تعلیم دیتے رہے۔ پھر بچیوں کی تعداد بڑھنے لگی تو علیحدہ علیحدہ کلاسز کر کے تعلیم رکھی گئیں۔ اب سے پہلے آستانہ ربیعہ خانم صاحبہ مرحومہ جو پاکستان میں گورنمنٹ سکول میں ملازم تھیں کو سیدنا حضرت صفیہ موعودہ نے ارشاد فرمایا کہ قادیان کا کر تعلیم کا کام سنبھالیں چاہئے۔ ملازمت سے استعفیٰ دے کر قادیان آگئیں اور بچیوں کی تعلیم کا کام شروع کر دیا۔ ازالہ بعد ۱۹۵۶ میں محترمہ صاحبہ خاتون صاحبہ اہلہ مکرم حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب قادیان آگئیں آپ اسکول میں بیگم صاحبہ کے چھ پر فائز ہوئیں اور ۱۹۶۸ تک بطور ہیڈ ماسٹریں بہترین خدمات سر انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اس کے بعد ۱۹۶۸ء سے خاکسار نے ہیڈ ماسٹریں کا چارج سنبھالا اور اب تک یہ چارج خاکسار کے پاس ہے۔ سکول پہلے پراٹھری تک تھا پھر مڈل تک پہنچا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ۲۹ سال سے مانی سکول ہے۔ مانی تک RECOGNIZE پرانے کے بعد کچھ سال تک میٹرک کا امکان پرائیویٹ طور پر ہوتا رہا اور ۱۹۷۵ء میں میٹرک تک RECOGNIZE ہو گیا۔ یہاں دنیاویات کے علاوہ اردو اور باقی تمام سلیبس پنجاب ایجوکیشن بورڈ کا پڑھایا جاتا ہے میڈیم ہندی ہے۔ خدا کے فضل سے بچیاں تعلیمی میدان میں کافی آگے بڑھ رہی ہیں اور مانی سکول کا وزٹ ہمیشہ سو فیصد نکلتا ہے اس وقت سٹاف کی تعداد

تعلیم الاسلام مانی سکول کے خارج التعمیل احمدی علیہ الرحمہ سکھ نیشنل کالج میں داخلہ لے سکتے تھے اور احمدی طلباء اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں مگر مانی سکول کے لئے علیحدہ کوئی کالج نہ ہو سکے کے باعث احمدی بچیاں اعلیٰ تعلیم کے زیور سے محروم تھیں۔ کچھ عرصہ کے لئے آریہ گریز مانی سکول کی عمارت میں اسی سکول کی انتظامیہ کی طرف سے کالج کی کلاسیں لگائی گئیں۔ جیسے ہی خرچ کے مقابلہ پر آمد کم ہوئی وہ ادارہ بند ہو گیا۔ ایسی صورت حال میں اس اہم قومی ضرورت کو فوری عملی جامہ پہنانے کی غرض سے صدر انجمن احمدیہ راولپنڈی انجمن قادیان کے ذمہ دار افراد کی ایک مشترکہ میٹنگ میں طے پایا کہ احمدی بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک کالج کھولا جائے چنانچہ یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء کو نصرت گریز کالج کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب کی مہمان خصوصی محترمہ سیدہ امہ القدری بیگم صاحبہ بیگم محترمہ صاحبہ ماجزادہ مرزا نسیم احمد صاحبہ امیر جامعہ قادیان دنا ظر علی موبجور تھیں انہوں نے اس کالج کی طرف سے صاحبہ ماجزادہ مرزا شریفہ احمد صاحبہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں شروع

محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ نے نصرت گریز کالج پڑا۔ چند سال بعد تعلیم گریز مانی سکول میں آگیا۔ نصرت گریز کالج کی انتہائی خوش قسمت طالبات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہ کے عید النبی رائے کر دیں اس کی سال تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ ان مقامات مقدمہ کی برکات سے تمام مسلم اور غیر مسلم اسٹاف اور طالبات نے عادی طور پر خصم پایا ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔ اس کے بعد کالج اگست ۱۹۹۲ء سے دارالانوار (موجودہ سول لائن) محلہ میں نئی تعمیر شدہ وسیع عمارت میں اور نہایت شاندار بلڈنگ میں لگایا جا رہا ہے۔ کالج کا ابتدائی سٹاف یہ تھا۔ (۱) مکرمہ امہ القدری صاحبہ ڈپٹی ایم اے (ہندی) تارن تارن ایم اے پرنسپل نیت کم بیگم صاحبہ علی صاحبہ (۲) مکرمہ امہ الحفیظہ کوثر صاحبہ ایم اے اردو نیت کم ڈاکٹر غلام ربانی صاحبہ۔ (۳) محترمہ منجوا لاشرا ایم اے انگلش (۴) مندر کوثر صاحبہ ایم اے تارن (۵) کرن بیر کوثر صاحبہ ایم اے پولیٹیکل سائنس۔ مکرمہ امہ القدری بیگم صاحبہ نے اس کالج کو جاری رکھنے

سن	تعداد بچے	وزٹ
۱۹۸۵ء	۱۰	۱۰۰٪
۱۹۸۶ء	۱۸	۵۰٪
۱۹۸۷ء	۱۰	۵۰٪
۱۹۸۸ء	۱۵	۵۰٪
۱۹۸۹ء	۱۱	۵۰٪
۱۹۹۰ء	۱۲	۵۰٪
۱۹۹۱ء	۹	۵۰٪
۱۹۹۲ء	۷	۵۰٪
۱۹۹۳ء	۱	۵۰٪
۱۹۹۴ء	۱۱	۵۰٪

نصرت گریز کالج قادیان

علاقے میں جس کا نام روشن ہے

میں بہت محنت اور قربانی سے کام لیا۔ شروع شروع میں پرنسپل کی ذمہ داریوں کے ساتھ ہندی اور ہسٹری بھی پڑھاتی رہیں۔ اور ایک غیر مسلم آستانہ کے زائد تنخواہ مانگے پر اپنی تنخواہ سے یکسر روپیہ زائد آٹے دیتی رہیں تاکہ کالج میں ہی طرح کی رکاوٹ نہ آئے۔ موعودہ کی ان خدمات پر حضرت امیر المؤمنین نے ان کے والد محترم کے ایک خط کے جواب میں فرمایا: ”عزیزہ امہ القدری بڑی نیک قابل بچی ہے اور اس نے جماعت کی خاطر بہت قربانی کی ہے اسے میری طرف سے خاص طور پر تحفہ بھرا سلام“ (۱) امہ القدری صاحبہ کی توجہ ہو جانے کے بعد سے اب تک مکرمہ بیگم صاحبہ پرنسپل خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔ اس کالج کی شان یہ ہے کہ ان میں ہر مذہب و ملت کی طالبات نہایت وقار کے ساتھ معمولی چیزیں سے تعلیم حاصل کر رہی ہیں اور گورنمنٹ دیویونیورسٹی امرتسر کے قیام کے مطابق امتحان لیا جاتا ہے۔ ۱۹۸۸ء سے اب تک ایک سو سے زائد طالبات گریجویشن کر چکی ہیں اور ان میں سے کئی اکابر عالم میں بنی ہوئے انسانی کی خدمت بجالا رہی ہیں۔

قادیان کا مدرسۃ المعلمین

جس کا عزم ہے کہ وہ ہندوستان کے دیہاتوں کو علم کے نور سے منور کر دے گا

مکرم محمود احمد صاحب خادم ہیڈ ماسٹر مدرسۃ المعلمین

معلمین کلاس کا اجراء باقاعدہ ۱۹۹۰ء سے ہوا۔ شروع میں علاقہ ارتداد یوپی و راجستھان وقف جدید بیرون کے تحت اور علاقہ نیپال اور بھوٹان سے تحریک جدید کے تحت معلمین کلاس میں طلباء داخل ہوتے تھے یہ کلاس پہلے مسجد مٹھی میں لگا کرتی تھی اس وقت خاکسار اور مکرم مولوی عطاء اللہ خان صاحب یہ کلاس مسجد مٹھی میں لگایا کرتے تھے۔ طلباء کی تعداد میں اضافہ کے بعد مزید دو اساتذہ مکرم ایم ابو بکر صاحب اور مکرم کے ناصر احمد صاحب نے بھی اس کلاس کو تعلیم دینی شروع کی ہر سال اس کلاس کے طلباء میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔

ابتداء میں یہ طلباء لنگر خانہ جلسہ سالانہ میں قیام پذیر رہے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام معمولی رہا اور چونکہ لنگر خانہ میں رہنا بہت مشکل تھا اور تعداد بھی بڑھنے لگی تھی اس لئے دفتر وقف جدید بیرون نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں طلباء کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کی مشکلات کا ذکر کر کے حضور انور سے فاران گیسٹ ہاؤسز کی عمارتوں میں سے ایک گیسٹ ہاؤس کی منظوری کی درخواست کی۔ جس پر حضور انور نے ازراہ شفقت ایک گیسٹ ہاؤس عنایت فرمایا جس میں طلباء کے لئے مزید ایک کچن بھی تعمیر کرنے کی منظوری عنایت فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں وقت کھانا تیار ہوتا ہے اس وقت مذکورہ کلاس باقاعدہ ایک مدرسہ کی شکل اختیار کر چکی ہے جس میں ۶۵ طلباء تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۲۰ چھوٹے بچے جو وقف جدید بیرون اور تحریک جدید کے تحت نیپال کے علاقہ سے تعلیم و تربیت کی خاطر قادیان

آئے ہوئے ہیں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں زیر تعلیم ہیں۔ اس وقت اس مدرسہ میں تین سالہ ٹریننگ کورس کروایا جاتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے سال قرآن مجید اور اردو سے ناواقف طلباء کو قرآن مجید اور اردو سکھایا جاتا ہے اور پھر اگلے دو سالوں کی قرآن مجید با ترجمہ۔ حدیث۔ کلام تاریخ۔ فقہ۔ صرف و نحو۔ ادب عربی اور موازنہ مذاہب کے ساتھ ساتھ

ہفتہ میں ایک گھنٹی طب ہو میو ہتھی کی بھی لگائی جاتی ہے۔ اس مدرسہ کے نگران مکرم مولوی محمد ایوب راجہ نائب ناظم وقف جدید ہیں اور مدرسہ ذیل اساتذہ تعلیم و تربیت پر مامور ہیں۔

(۱) خاکسار محمود احمد خادم ہیڈ ماسٹر معلمین کلاس

(۲) مکرم مظفر احمد سکیم صاحب مدرس

(۳) ایم ابو بکر

(۴) کے ناصر احمد

۱۵۱ مکرم حفیظ احمد الراہی صاحب مدرسہ اس مدرسہ سے فارغ ہونے والے طلباء باغیوں و بہاؤوں میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام کرتے ہیں اور ساتھ ہی فریقہ تبلیغ بھی سرانجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس مدرسہ سے گزشتہ دو سالوں میں ۳۵ طلباء فارغ ہو کر میدان عمل میں جا چکے ہیں۔ ان بچوں سے کھیلنے کے لئے گیت ہاؤس میں ایک وسیع گراؤنڈ ہے جہاں بچے فٹ بال۔ والی بال اور کبڈی وغیرہ کھیلے ہیں۔ موسم گرما میں تفریح کے لئے لے جایا جاتا ہے۔

گیسٹ ہاؤس کے قریب ہی مسجد دارالانوار میں بچے باجماعت نمازوں کی ادائیگی کرتے ہیں نیز اللہ کے فضل سے حضور انور نے ازراہ شفقت گیسٹ ہاؤس میں ڈش اینٹا کی منظوری دی ہوئی ہے جس سے طلباء "مسلم ٹیلی ویژن" احمدیہ کے پروگراموں بھی استفادہ کر سکیں

تحریک قادیان کی طرف جاری تعلیمی ادارہ جات

از مکرم مظفر احمد صاحب فضل انسپٹر تحریک جدید قادیان

وسط ایشیا کے تمام ملکوں میں نیپال کا تعلیمی معیار بہت سگرا ہوا ہے خصوصاً مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت ختم ہے۔ جب جماعت احمدیہ نیپال میں پہنچی تو جماعت نے سب سے پہلے وہاں کے لوگوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ متعدد مقامات پر مدرسے کھولے جا چکے ہیں اور کئی مقامات پر احمدیہ پبلک سکولوں کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں۔

(۱) پرسونی (۱۹۹۱ء)

(۲) ۱۹۹۱ء میں جب جماعت احمدیہ پرسونی کے صدر مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب جب اپنے چودہ ساتھیوں کے ہمراہ بطور نمائندہ مجلس شوریٰ قادیان میں شامل ہوئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ علیہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جماعت احمدیہ کے نام کوئی ادارہ رجسٹریشن کروانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مارچ ۱۹۹۱ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے محکمہ

تعلیم نیپال کی طرف سے "احمدیہ پبلک سکول" کے نام سے رجسٹریشن کی منظوری دی گئی۔ مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب نے اپنی ذاتی زمین سے پانچ صد مربع میٹر پلاٹ احمدیہ سکول کے نام پر عہد کر دیا۔ ابتدائی طور پر ایک چھوٹا سا سکول تعمیر کیا گیا لیکن "محافظین ختم نبوت" نے رات کے وقت اسکول کو آگ لگا دی۔ اس آگ زنی کی رپورٹ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی تو حضور نے جماعت کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ "اسکول کے لئے شاندار اور پختہ عمارت کا منصوبہ پیش کیا جائے۔"

حضور انور کے اس ارشاد کے مطابق اسکول کی تعمیر کا کام اب آخری مراحل میں ہے فی الحال ایک کچی عمارت میں سکول جاری ہے جس میں ۷۰ مسلم و غیر مسلم

طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

پرسونی (۱۹۹۱ء)

پبلک سکول کو محافظین ختم نبوت نے آگ لگا دی اب پھر یہ سکول تعمیر کیا جا رہا ہے

گاؤں مدر کے ذی اثر احباب نے جماعت احمدیہ کی طرف توجہ کر جولائی ۱۹۹۲ء میں جب خاکسار نے اس علاقہ کا تبلیغی دورہ کیا تو اللہ کے فضل سے اس گاؤں کی ساری مسلم آبادی نے احمدیت قبول کر لی الحمد للہ اور ایک مدرسہ جو کئی دنوں سے بند پڑا تھا وہ بھی جماعت احمدیہ کو پیش کیا گیا۔ (دبائی صفحہ ۱۰)

کہیں تھا اسے موجودہ تعلیمی ڈھانچہ میں سماج کے اندر زبردستی یکساںیت پیدا کرنے کی ایسی مذہم حرکت تو نہیں ہو رہی جس سے انسانی زندگی کا دم گھٹ رہا ہو اور جمہوریت کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہو۔ یا کہیں ایسا تو نہیں کہ جنگ آزادی کے دوران مندرجہ بالا پرو جیکٹ کا مائل عوام کے سامنے پیش کیا گیا تھا اب سوراخ پٹنے پر تمام قوتوں کے ساتھ اس کی تعمیر شروع کر دی گئی ہو۔ اور یہ کہ یہی خیالات و کردار اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ذریعہ نوجوان پیڑھی کے ذہنوں میں راسخ کئے جا رہے ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فعالیتوں کے اندر ایسے ہی زہریلے مواد کو داخل کر کے ملک و قوم کے نژادوں برسوں کے تجربات کا بیشی بہا خزانہ اور میرانت کو بہت آسانی سے ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان دشمن مورخین کی تحریرات کو ہی ہمارا نیا مورخ اپنی تحقیق کی بنیاد بنا بیٹھا ہے۔ پروفیسر ایجوکیشن سے لے کر یونیورسٹیوں تک کی تعلیم اسی مرض کا شکار ہے اور اس کے نتائج و ثمرات سمجھنے کے سامنے ہیں۔ موجودہ سماج میں دھماکہ خیز بے چینی اور عدم استحکام کے مناظر کا ہماری آنکھیں ہر روز مشاہدہ کر رہی ہیں۔ لیکن اس کی اصل وجہ تلاش کرنے کی طرف کسی کا دھیان نہیں جاتا۔ ایسا کیوں؟ ہمارے تعلیمی نظام کے شماروں کے دماغوں میں وہی جھوٹا سدا مائل سمجھایا ہوا ہے۔ اس مائل کو توڑنے یا اس میں تبدیلی لانے کی ان میں یا تو صلاحیت نہیں یا پھر انہیں فرسودہ خیالات کے وہ مومدار ہیں جنہیں موجودہ دنیا کا تمام جمہوریت پرگز قبول نہیں کر سکتا۔ موجودہ دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں شریعتی سرورجنی ناکو کے الفاظ ہیں :-

”اسلام کی حریت جمہوریت آج سبق لینے کے لائق ہے“ (اخبار وکیل ۲۶ جنوری ۱۹۱۸ء)

جدید تعلیم کے خدو خال اور اس کا تاریخی پس منظر

تعلیم وہ عمل ہے جو انسان کے تجربہ میں ہر لحظہ کاٹ چھانٹ کر

رہتا ہے اور بچہ تجربات کی روشنی میں آنے والے اور آئے ہوئے تجربات کو مضبوط اور پختہ بنا تا چلا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام گزشتہ تجربات کو نئی روشنی بھی عطا کرتا ہے۔ مختصر الفاظ میں اس عمل کو تجربہ کی مسلسل تجدید کہنا چاہیے۔ جن دنوں لندن میں گول میز کانفرنس ہو رہی تھی اس وقت ایک مشہور لیڈر مولانا محمد علی صاحب (جو مولانا شوکت علی کے بھائی تھے) نے ایک اجلاس میں کہا تھا کہ ہمارے دلش بھارت میں منافرت اور بھوٹ اس اتہاس کی پیداوار ہے جو انگریزوں نے اپنی نیتی یا سیاست کو فروغ دینے کے لئے تیار کر لیا ہے اور ہندوستانی بچوں کو اسکولوں اور کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ اس نے ملک کی مختلف قوموں میں بغض و عناد اور دشمنی میں بہت اضافہ کیا ہے۔ اگر اس غلط اور غرضی واقعات سے ہر تاریخ کو پس پشت ڈال دیا جائے تو بھارت کی مختلف قوموں کی باہمی منافرت بہت جلد اتحاد و صلح میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ ایک بھارتی و دو ان نے اس کے متعلق کیے اچھے اور قابل قدر خیالات ظاہر کئے ہیں :-

”وہ اتہاس نہ پڑھو جو تمہارے دلوں میں دسروں کے لئے نفرت پیدا کرتا ہے وہ یادداشت قبلا دو۔ ان کہانیوں کو قبلا وہ جو دشمنی کو تازہ رکھتی ہیں جو تمہارے ہمدلیوں کو تمہاری دشمن بناتی ہیں“

(پریت لڑی اگست ۱۹۳۵ء)

اگرچہ جدید تعلیم کے بنیادی خیالات یونانیوں پر منحصر تھے۔ صوفیوں کی آزاد خیالی، سقراط کا نظریہ تخیل، افلاطون کا فرد اور مٹا شہرہ کی ذہنی تربیت کا دماغی آزادی کے آئینہ میں علم کا نظریہ اور ارسطو کا آئینہ میں حصول خودی یا انبساط کا نظریہ۔ یہ سب نظریات و افکار عیسائیت کے ملاں ازم کا شکار ہو گئے تھے۔ مگر بہت بعد میں روس کے فلسفہ نیچر ایٹا لوزی کے احساسات کے ذریعہ ادراک کے اصول اور فرد نسل کا عقیدہ و نظریہ کہ خدا کی جملہ انسان حیوان نباتات اور جمادات سے ملتا ہے

لہذا یہ سب چیزیں ایک ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو سمجھنے، خدا کو سمجھنے اور کائنات کو سمجھنے کے نظریات کو فروغ تو ضرور ملا۔ مگر یہ خیالات مسلمانوں کے ذریعہ یورپ میں اور پھر تمام دنیا میں اپنے غرض کو پہنچے اور مرحوم پنڈت جواہر لعل نہرو نے تو مسلمانوں کو FATHER OF MODERN SCIENCE کہہ دیا۔ اس تعلق سے چند مشاہیر عالم کے خیالات پیش کرنا مناسب نہ ہوگا۔

ہماری سابقہ وزیر اعظم رشیمنی اندرا گاندھی نے ۲۸ جنوری ۱۹۸۷ء کو نئی دہلی میں عالمی ثقافت و تہذیب خصوصاً ہندوستانی ثقافت و تہذیب میں اسلام کے حصہ سے متعلق بین الاقوامی سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا :-

”ہندوستان کی شہریت قبول کرنا ہوائی یورپ میں خاتون مسز اینی بسینٹ کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل قدر ہیں۔

”اہل اسلام نے آٹھویں صدی سے چودھویں صدی تک علم کی مشعل روشن رکھی اور جہاں کہیں وہ گئے اپنے ساتھ سائنس لے کر گئے۔ انہوں نے فتوحات ضرور کیں، لیکن مقبوضہ ممالک میں اسکولوں اور یونیورسٹیوں کی بنیاد رکھی، مسر، اجداد اور قرطبہ کی یونیورسٹیوں کو پیغمبر اسلام کے زیر سایہ فروغ حاصل ہوا۔ یورپی عیسائی۔ مسلمان استادوں سے سائنس، جبر و بحول چکے تھے سیکھنے کے لئے وہ اندلس گئے اور علم فلکیات حاصل کیا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں اور یونانیوں سے علم ریاضیات حاصل کیا۔ دوسری ڈگری کی مساوات دریافت کی، اینتاروی کا مشاہدہ کیا اور زمین کی زیادہ درجہ پیمائش کی۔ انہوں نے ہندوستان کے فلسفہ میں نیز دیگر گرتھوں کا ترجمہ کیا۔ انہوں نے دنیا کو نئے طریقہ فنی موسیقی، سائنسی زراعت اور صنعت کاری عطا کی۔ نیز انہیں نئی ہندوؤں پر پہنچایا یہی آپس بلکہ فلسفہ میں ان کی حیثیت اعلیٰ ترین ہے۔ آگے چل کر اسی خطاب میں شریمنی

اندرا گاندھی فرماتی ہیں :-

”اسلامی فلسفہ کی ہرالیوں کی خواہی کرنا آپ جیسے علماء و کام ہے۔ میں تو صرف پیغمبر اسلام کی غیر معمولی ذہانت و عظمت نیز تدبیر و روشن طبع اور رحم دلی و خدا ترسی کو خراج تحسین پیش کرنے پر ہی اکتفا کروں گی۔ انہوں نے فرمایا۔

”آپ میں سے ہر ایک کو ایک قانون اور ایک کھلا راستہ ہم نے دیا ہے۔ اگر اللہ کی رضا ہو تو اس نے یقیناً آپ کو ایک ہی قوم بنایا ہوتا۔ مگر اس نے مناسب یہی سمجھا کہ آپ کو مختلف قوانین عطا کرے تاکہ وہ آپ کے آزمائش میں ہی قوانین کی مز سے کرے جو اس نے آپ کو عطا کر رکھے ہیں۔ اس لئے نیک کام کرنے میں ایک دوسرے سے سمجھت لے جانے کی کوشش کریں بالآخر آپ کو اسی کے حضور جانا ہے۔ تب ہی وہ آپ کو سنا گا کہ کہاں کہاں آپ سے نافرمانی سرزد ہوئی ہے۔

ردا داری کے تصور کا اس سے زیادہ عظیم بیان اور کون سا ہو سکتا ہے؟ یہی وہ وصف ہے جس کی ضرورت آج تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے بنی نوع انسان اور دنیا کو بچانے کے لئے ہمیں سب سے زیادہ ہے۔

انچا پناہ انگلستان کے مائیکل پیٹر اسلام نے خود کو ان پڑھ کہا ہے۔ مگر خود ان سے زیادہ دانا اور کون شخص ہو سکتا ہے جس نے فرمایا۔

”وہ اپنے علم کی مدد سے ہر شخص کو اب و گناہ میں تمیز کر سکتا ہے یہ ہر فرد کے لئے جنت کی راہ روشن کرتا ہے ہر جگہ ہمارا دوست رہتا ہے خواہ ہم صحرا میں ہوں سماج میں ہوں یا غام تنہائی میں۔ یہ اس وقت بھی ہمارا دوست ہوتا ہے جب سب دوست سنا تھ چھوڑ جاتے ہیں یہ دشمنوں کے خلاف سپر کا کا بھی دیتا ہے۔“

اسلام نے علم کو شمش و جہد رحم دلی اور فرض شناسی پر زور دیکر روئے عالم پر تفسیر و تہذیبی جمہوری برادرانہ اتحاد کی تشکیل مردوں اور عورتوں کے

مسادات نیز متعدد قبیلوں اور فرقوں میں انسانی بلجہتی کا جذبہ پیدا کرنے میں اہم رول ادا کیا۔
ایک مشہور سائنس دان و روحانی سر پی سی رائے فرماتے ہیں :-

یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مسلمان ہندوستان میں آکر بس گئے اور کچھ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے یہاں کی فن تعمیر - موسیقی - ادب اور سیاست میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔ ہندوستان کی تربیت و تہذیب میں اسلام کی ذہانت و ذکاوت نے بہت کچھ عطا کیا ہے۔ وہ لباس زریں جو مسلمانوں نے ہندو دیوی کو پہنایا اگر اتار لیا جائے تو وہ کیسی بد نما نظر آنے لگے گی؟ اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔

(اخبار نجات بجنور ۵ فروری ۱۹۲۳ء
دعویٰ گزشتہ گزشتہ ۱۲ فروری ۱۹۲۳ء)

ملک کی اعلیٰ تعلیم پر ایک نظر

ملک کی اعلیٰ تعلیم میں ابھی تک کچھ ایسی خامیاں ہیں جن کی طرف سالہا سال سے توجہ دلانے کے باوجود اب باب ہنر کو اس طرف غور کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔ طریقہ تعلیم کو از مات تعلیم پر تو ماہرین تعلیم جب تک اپنے تجربات کا مظاہرہ کرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر تعلیم کی روح کو ہمارے یونیورسٹیوں میں تقریباً ختم کر دیا گیا ہے۔ اب نئیوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے یہ تعلیمی ادارے نہ ہو کر یہ یا تو تجارتی ادارے ہیں یا پھر سیاسی اکھاڑے۔ جہاں ملک و قوم کی تعمیر نو کی بجائے اپنے مخصوص پراجیکٹوں کے لئے انتہائی فکر کن دور رس لگی ہوئی ہے تعلیمی بورڈوں اور یونیورسٹیوں میں جسے بالخصوص زبانوں کی لسانی کتب لکھوائی جاتی ہیں اور تاریخ کے ابواب کو لٹا ب میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس میں عام دیکھا گیا ہے کہ وہی خیالات غالب ہوتے ہیں جو نظام جمہوریت اور سیکولرزم کی روح کے منہج منافی ہوتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو گذشتہ نصف صدی سے ملک کے تقریباً ہر گوشہ میں اور ہر تعلیمی بورڈ اور یونیورسٹیوں کے لٹرا بوں میں دیکھنے کو ملا ہے اور انتشار اور اقلیت پسندوں کی طرف سے بار بار توجہ دلانے کے باوجود اس طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اور اس کا نتیجہ اسلام سے قبل زمانہ

جاہلیت سے بھی زیادہ خوفناک شکل میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ اسلام سے قبل جن رجعت پسند اور بنیاد پرست غیر فطری مذہبی خیالات کے غلبہ نے اس وقت کی ثقافت کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، بعینہ اس زمانہ میں بھی نمودار ہوا۔ اس وقت بڑے بڑے ماہرین تعلیم سائنسدانوں اور فلاسفوں کو نسل انسان کی فلاح و بہبودی کے لئے سماجی اور حقیقت کا اعلان کرنے کے پاداش میں جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔ آج بھی اسی تاریخ کو دہرایا جا رہا ہے۔ آج بھی اسی قسم کے غیر فطری مذہبی جنون کے نتیجے میں ماہرین تعلیم سائنس افوں اور سچے فلسفہ توحید کے پرستاروں کو سچ اور حقیقت قبول کرنے کے الزام میں جام شہادت نوش کرنا پڑا ہے اور اسی طرح اب بھی غیر فطری مذہبی جنون کے نتیجے میں سماج میں زبردستی یکسانیت پیدا کرنے کی مذہب کو شش ہو رہی ہیں جس سے انسانی زندگی کا دم گھٹ رہا ہے اور جمہوریت اور سیکولرزم کو خطیر خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ عبادت گاہیں اسی طرح اب بھی مسمار کی جانے لگی ہیں۔ جیسی طرح زمانہ جاہلیت میں کلیسے گرہے، مندر اور مندر وغیرہ عبادت گاہیں مذہبی تعصب کے زیر غناب آکر مسمار کر دی جاتی تھیں۔ اسلام نے اگر نہ صرف مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر دیا بلکہ عبادت گاہوں کے تحفظ کے اصول کو جدید اور فطری فلسفہ میں شامل کر کے امن عالم کی بنیاد ڈالی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ أَرْضٌ مُّتَوَاوِعَةً وَبَاسِعَةً وَصُورُ رَبِّكَ كَذِبٌ لِّئَلَّا تُفْهَمَ فِئْهَاهُ اسْمُ اللَّهِ كُنْهُوَ ط
لَئِنْ شِئْتُمْ لَنَكُونَنَّ يَتِيمًا ط
رَبُّ اللَّهِ لَتَقُولُنَّ عَذَابُهُ

(سورۃ الحج آیت ۱۷)
ترجمہ :- اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مندر وغیرہ اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی

مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کرے گا اللہ یقیناً بہت طاقتور اور غالب ہے۔
اسلام نے سماج میں زبردستی یکسانیت لانے کے تمام طریقوں کو یکسر مسترد کر دیا۔ اور فطرت کے عین مطابق اکناف عالم میں یہ اعلان کروا دیا گیا کہ لا اکواہ فی الدین قد تبیلون المرشد من الغی۔ یعنی حق اور باطل کا فرق نمایاں ہو جائے کے بعد اب دین اور مذہب کے معاملہ میں کسی طرح کے جبر و اکراہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ (البقرہ آیت ۲۵۷) اور فرمایا کہ۔ وَ قُلِ الْحَقُّ مَعَ رَبِّكُمُ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ۔ یعنی عوام میں اعلان کر دیا جائے کہ سچائی تمہارے رب کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے اس کا انکار کرے (کہف آیت ۳۷)۔ اور شریعتی انداز گاندھی نے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے اسی اسلامی فلسفہ کو آج کی دنیا کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور کہا کہ یہی وہ وصف ہے جسکی

ضرورت آج تاریخ کے ایک نازک موڑ پر کھڑے بنی نوع انسان اور دنیا کو بچانے کے لئے ہمیں سب سے زیادہ ہے۔ اب ناظرین خود فیصلہ کریں کہ ایک طرف سوامی ستیہ دیو بری برا جگ لالہ ہر دیال ایم لے اور پروفسر رام دیو کے خیالات اور ان کو علی جامہ پہنانے والی موجود انتہا پسند تنظیمیں ہیں اور دوسری طرف پریت لڑی کے ایڈیٹر مسز اینی بینٹ شریعتی سر و جی نانڈو اور مسز اندرا گاندھی جیسے بے شمار محبان وطن کے خیالات ہیں۔ کون سا راستہ وطن عزیز اور بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اپنی پالیسی کی بنیاد جو شخص اپنی آرزوؤں پر رکھتا ہے وہ یا تو ہوائی قلعہ بناتا رہ جائیگا یا تاریخ اُسے روزی آؤٹی لگے بڑھ جائے گی۔ انسان کی خواہش تاریخ کے قوانین کے مطابق نہیں تو تاریخ ان خواہشوں کا احترام نہیں کرتی۔ پس خارجی خیالات اور ارتقا کی حقیقی راہ کا سمجھنا ہی سہی سائنسی تجزیہ ضروری ہے۔

﴿﴾

حضرت سیدہ نواب مبارکہ سیم صاحبہ کا منظوم کلام

جالتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر
اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر
ہر گام پہ ہمراہ ہے نصرت باری
ہر لمحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر
والی بنوا مہار علوم و جہاں کہ
اے یوسف کنعان خدا حافظ و ناصر
ہر علم سے حاصل کرو عرفان الہی
بڑھتا ہے ایمان خدا حافظ و ناصر
پہرہ ہو فرشتوں کا قریب آنے نہ پائے
ڈرتا ہے شیطان خدا حافظ و ناصر
ہر بحر کے غواص بنو لیک باین شرط
بھیکے نہیں دامان خدا حافظ و ناصر
سر پاک ہوا غبار سے دل پاک نظریاک
اے بندہ سبحان خدا حافظ و ناصر

محبوب حقیقی کی "امانت" سے خبردار
اے "حافظ شران" خدا حافظ و ناصر

(دردِ عدن بحوالہ الفضل الستمبر ۱۹۶۴ء ص ۷)



جلسہ اسیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تربیتی اجلاس

درج ذیل جماعتوں نے جلسہ ہائے اسیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تربیتی اجلاس منعقد کیے اللہ تعالیٰ ان جماعتوں کی مساعی کو قبول فرمائے۔
 لجنہ امام اللہ کمانپور۔ لجنہ امام اللہ کجا کلپور۔ لجنہ امام اللہ شاہ آباد (کرناٹک)
 جماعت احمدیہ عثمان آباد۔ (رجلہ پیشوا ایاں مذاہب) جماعت احمدیہ بنگلور۔
 جماعت احمدیہ بھروان۔ لجنہ امام اللہ سکندر آباد۔ لجنہ امام اللہ شیوگر (رجلہ)
 تحریک جدید

شکریہ احباب اور معذرت

خاکہ ارکی اہلیہ کی وفات پر کثرت سے احباب و خواتین اور بھائیوں اور بہنوں نے تعزیتی خطوط اور ٹیلیگرام ارسال کئے ہیں۔ جس کے لئے میں اور میرے بچے جب احباب و خواتین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے معذرت کا اظہار کرتے ہیں کہ فرداً فرداً ہر ایک خط کا جواب دینا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہماری معذرت قبول فرمائیے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخرۃ۔ صبر و صبر کی مغفرت اور بلند درجہ کی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ خاکسار۔ محمد کریم الدین شاہ قادیان

انشان ظہرت جہاں و تشدد کو مٹانا ہے + جہاں کے ذمے ذمے کو مکمل بنانا ہے
 ارادوں میں کرد پیدا بلندی پائندگی بھی + ہمارے بلندی کو نہیں نیچا دکھانا ہے
 جہاں پر زندگی بہتے تھے ہر دم علم و حکمت + اسی بزم مقدس کو نئے سرے سے سجانا ہے
 (فیض چنگوی)

افضل الذکر لا الہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی)

مجاہد: ماڈرن شو کھپنی ۶/۵/۳۱ لوٹر چپٹ پور روڈ ممبئی ۴۰۰۰۷۲

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
 Ph:- 275475 CALCUTTA
 RES:- 273903 700073



NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.

34 A, DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA 15

بیٹے و بیٹی کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دے گا کرتے ہیں اعانت بدر
 (۵۰ روپے۔ شکرانہ فنڈ ۵۰ روپے)

۵۔ فاروق احمد صاحب آفر مبلغ سلسلہ مکم احسن رنگ میں خدمت سنبالانے کیلئے اور والدہ کی
 کی صحت و تندرستی کیلئے درخواست دے گا کرتے ہیں (ادارہ)

اعمالان نکاح و تقریب شادی

۱۲۔ اکتوبر کو کرم فیاض احمد صاحب ولد کرم غلام حسین صاحب رویش
 قادیان کا نکاح مکرمہ امتد الرؤف ہار بنت کرم مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم
 قادیان کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری
 قائم مقام امیر جماعت قادیان نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اسی روز تقریب
 رخصتہ نہ عمل میں آئی۔ (اعانت ۵۰)

۱۳۔ ۱۱ کو کرم محمد کرم اللہ صاحب نوجوان کی دو صاحبزادیوں نازنی بیگم
 صاحبہ اور نجم النساء بیگم صاحبہ کا نکاح کرم محمد طاہر صاحب آف انڈیان کے دو
 صاحبزادوں کرم رحمت اللہ صاحب اور کرم ربیع اللہ صاحب کے ساتھ ہوا۔ اگلے
 روز تقریب رخصتہ نہ عمل میں آئی۔ (اعانت ۱۰۰)

۱۴۔ عزیزہ مستقیمہ بیگم صاحبہ بنت کرم عبدالغنی صاحب مرحوم کلنور (آندھ)
 کا نکاح عزیزم کرم عبدالرحیم صاحب ابن کرم جیلانی صاحب ساکن مدد لالہ قادیان
 کے ساتھ کرم مولوی عبدالسلام صاحب مبلغ جماعت احمدیہ کلنور نے ۱۲ روپے حق
 مہر پر ۲۹ کو پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰)

۱۵۔ ۲ نومبر کو عزیزہ عطیہ القدر بنت کرم عبدالملک صاحب لاہور
 شائستہ الفضل کی تقریب رخصتہ نہ کرم شیخ عقیل الرحمن صاحب ابن حضرت شیخ
 "رحم" صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ عمل میں آئی۔

۱۶۔ ۲ نومبر کو مسجد مبارک قادیان میں محترم صاحبزادہ مرزا اکرم احمد صاحب
 ناظر اعظمی و امیر جماعت احمدیہ نے عزیزہ جمیلہ سلطانہ بنت کرم ایچ حسین صاحب
 ساکن قادیان کا نکاح کرم سعید احمد صاحب حب ولد کرم محمد حسین صاحب کے
 ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ (اعانت ۱۰۰)

۱۷۔ کرم شیخ عبدالسلام صاحب ابن کرم شیخ عمر علی صاحب آف کوسبی
 (اڑیسہ) کا نکاح مکرمہ رحمت بیگم صاحبہ بنت کرم شیخ پنجو خان صاحب مرحوم آف
 غنڈہ پچہ پازا (اڑیسہ) کے ساتھ ۱۰۵۰۱ روپے حق مہر پر ۲۰ کو کرم مولوی شیخ
 یارون رشید صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ نے پڑھا۔ (اعانت بدر ۵۰)

۱۸۔ ۲۸ نومبر کو عزیزہ شادہ بیرون صاحبہ بنت کرم اختر حسین صاحب
 آف قادیان کا نکاح کرم سید شائق احمد صاحب ابن کرم میر عبدالحمید صاحب
 مرحوم آف خانیور ملکی رہبر کے ساتھ ۱۵۰۰۰ روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ
 مرزا اکرم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھا۔
 (اعانت ۵۰)

اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو جانشین کے لئے ہر جہت سے مبارک کرے آمین۔

درخواست و دعا

۱۔ کرم ڈاکٹر عبدالمصعب صاحب ساکن مان نگر۔ حیدر آباد کے بیٹے عزیز شہزاد سلمہ
 کو گذشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایک حادثہ سے محفوظ رکھا
 ہے۔ الحمد للہ۔ عزیز وقف نو میں شامل ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف شکرانہ کے طور پر مبلغ
 ۲۰ روپے اعانت بدر میں بھجواتے ہوئے۔ عزیز شہزاد اور اپنے دوسرے بچوں کی صحت
 و عافیت۔ درازی عمر اور ان کے نیک خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔
 (خاکسار محمود احمد عارف قادیان)

۲۔ کرم ناصر شاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ گنڈوک (سکام) اپنے کاروبار
 میں برکت کے لئے۔ دینی و دنیوی ترقیات کے لئے اور بچوں کے استقامت میں سے
 نمایاں کامیابی کیلئے اور روشن مستقبل کے لئے خصوصی درخواست دے گا کرتے ہیں
 (ممتاز عمارت میں ۵۰ روپے ادا کیے ہیں)۔

۳۔ کرم محمد اشرف بٹ صاحب کشمیری (ذریعہ تبلیغ دوست) کو حکومت کی طرف
 سے پانچ سال کے لئے ایک بہت بڑا پرو جیکٹ ملا ہے۔ ابھی بھی پریشانی ہے۔
 پریشانی کے ازالہ کے لئے اپنے اہل و عیالی کی صحت و سلامتی کیلئے اور بڑے

بقیہ صفحہ ۱۹

پاس کئے ہوئے امریکی یونیورسٹی میں جمہوریت لکچر صاحب نے P.H.D کی ڈگری حاصل کی اور ابھی حال ہی میں انہیں ایوارڈ بھی ملا ہے۔ اسی طرح نسیم احمد صاحب فریدی ہیں انہوں نے P.H.D کی اور علی گڑھ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔

جہاں تک گزرا سکول کا تعلق ہے وہاں سے اچھی اچھی تو نہار طالبات نکلیں۔ ہمارے نذیر احمد صاحب پونچھ کی بیٹیاں ہیں انہوں نے یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔ خود میری بہن شائستہ نے بھی یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے۔ اور گولڈ میڈل حاصل کئے ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے نعمت گزرا کالج میں پرنسپل ہیں۔

ص ۱۰ - تعلیم کے فروغ کے تعلق سے مزید کیا کاروائیاں آپ کی طرف سے کی جا رہی ہیں؟

ج ۱۰ - جہاں تک مزید فروغ کا تعلق ہے جیسے کہ میں نے ذکر کیا تھا قادیان نہ صرف قادیان میں بلکہ یہ منصوبہ تھا کہ ہر محلہ میں ایک ماڈل اسکول قائم کیا جائے اور وہ ایسا ہو کہ تمام دوسرے سکولوں کے مقابلہ میں اس سکول میں حضور کے ارشاد کے مطابق نہ صرف پنجاب کے اعلیٰ اسکول بلکہ پورے ملک اور چڑھی گڑھے کے تمام سکولوں کا سروے کیا جائے، ہم اس کے علاوہ ہمارے لئے اور جو اسکول چاہیں اسکول چل رہے ہیں ان کا جائزہ لیا گیا اور تمام تفصیل سے اس کی رپورٹ حضور کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی اور یہی تجویز تھی کہ یہاں ایک ماڈل اسکول قائم کیا جائے نہ صرف ماڈل ہائی اسکول قائم کیا جائے بلکہ اس کے علاوہ ایک تجویز یہ تھی کہ ایک انٹرنیشنل اسکول خاص طور پر گزرا سکول یا لیونگسٹون اسکول انٹرنیشنل لیونگسٹون انسٹی ٹیوشن قائم کیا جائے جہاں پر تمام دنیا کے محاکم سے لوگ آکر اور لڑکیاں آکر اس میں انگریزی بھی سیکھیں فرانسیسی بھی سیکھیں دوسری زبانیں بھی سیکھیں اور اس ملک کا باشندہ انگریز زبان سیکھائے۔

ص ۱۱ - گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ زیر کار رہا ہے؟

ج ۱۱ - جی ہاں یہ زیر کار رہا ہے۔

ص ۱۲ - آخر میں ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہیں گے کہ یہ کونسا پورے ہندوستان کے لئے تعلیم کا شوق ہے آپ کے سپرد ہے۔ اس کے آپ سربراہ ہیں۔ اس حیثیت سے جو اسٹوڈنٹس ہیں ہمارے احمدی اور دوسرے آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

ج ۱۲ - میرا تو یہی پیغام ہے۔ سسٹمی سسٹمی سسٹمی اور ایک اور جو پیغام ہے وہ یہ کہ ہم کئی دفعہ دنیوی تعلیم کے پیچھے زیادہ پڑھ کر سوچتے ہیں کہ اگر ہم دینی تعلیم حاصل کریں گے تو شاید ہماری دنیوی پڑھائی متاثر ہوگی۔ میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے سے دنیوی تعلیم میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اور ایک طلباء کو میری آمیزش یہ ہے کہ حضور کی خدمت میں خالی طور پر غلطو گناہ کریں۔ اسی سے بہت برکت ملتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۸

ص ۱۳ - اسے کوئی حقیقی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ طلباء کو یہاں سے کہ وہ ایسی معلومات کو دیت دے کہ اپنے حقیقی فائدہ اور بھلائی کے لئے اپنا کر عملی زندگی کا منہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ طلباء کو حیثیت سے آپ علم سیکھنے کا ایک مقدس فرض ادا کر رہے ہیں اور یہ امر ان ذمہ لیاؤں اور اعلیٰ کردار کو ادا کرنے کے لئے تیار رہیں جو اپنے ملک کی خدمت کرنے اور دنیا کے اہم تعمیری معاملات میں حصہ لینے کے لئے آپ کے لئے مسقدر ہے۔

حضرت امام جماعت نے ارشاد فرمایا کہ علم کی منزل اور حد کہیں ختم نہیں ہوتی یہ ایک دکا تارا وہ مسلسل چل رہے ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں اس لئے ہمیں تمام عمر ایک طالب علم کی حیثیت سے علم کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔ کیونکہ جہاں ہم ٹھہر گئے وہاں ہم نے اپنی سعی اور کوشش کو روک دیا وہاں ہی خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ بات بھی ہرگز نہیں سمجھ لینی چاہیے کہ اس تلاش علم کے راستے میں حقیقی کامیابی اور مقصد کے حصول کے لئے ہم الہی مدد اور راہنمائی کے محتاج ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ طلباء کو ہمیشہ اس بنیادی خطرہ سے آگاہ اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی مدد کو نظر انداز کر کے علم کی تلاش میں قدم اٹھایا جاتا ہے وہ خطرہ سے خالی نہیں ہے اس ایٹمی دور میں ہر قدم جو تسخیر عالم کی منزل کی طرف اٹھایا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک خطرہ لپٹے ہوئے ہے جس میں سے انسانیت کو دو چار ہونا پڑ رہا ہے اس مادی کوشش اور ترقی کی تلاش میں انسان سے ایک بڑی غلطی یہ سرزد ہوئی ہے کہ اس نے دعا کی حفاظتی پناہ گاہ سے اپنے آپ کو آزاد سمجھ رکھا ہے۔ (رسد مسیحی ۱۹۷۰ء)

بقیہ صفحہ ۲۰

ص ۱۴ - اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب یہ مدرسہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اس مدرسہ میں تین گاؤں کے ہندو مسلم ایک فلاحی طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے تین اساتذہ وہاں خدمت بجالا رہے ہیں۔ تاریکی کے اس علاقہ میں نور کا دیا چاروں طرف روشنی پھیلا رہا ہے۔

ص ۱۵ - (نیپال) : یہاں ایک مدرسہ جاری ہے۔ جہاں دو اساتذہ مقرر ہیں اور چالیس طلباء (ہندو مسلم) تعلیم پا رہے ہیں۔ کھلی چٹری (نیپال) : اس گاؤں میں ایک مدرسہ قائم ہے۔ اور پچاس طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ص ۱۶ - یہاں ایک مدرسہ جاری کیا گیا ہے۔ پچیس طلباء علم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ سکھوٹی جمو نیپال (نیپال) : یہاں ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ اور بیس بچے علم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

ص ۱۷ - (نیپال) : یہاں ایک مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ پچیس طلباء علم زیر تعلیم ہیں۔

ص ۱۸ - (نیپال) : یہاں بھی ایک مدرسہ جاری کیا گیا ہے۔ بیس طالب علم زیر تعلیم ہیں۔ ایک استاد مقرر ہوا۔

بقیہ صفحہ ۱۳

ص ۱۹ - ہائی کنگ بہ چند

سالوں سے باقاعدہ مدرسہ احمدیہ کی آخری کلاس درجہ ثالثہ ایک استاد نے ہمراہ ہائی کنگ پر جاتی ہے۔ باقاعدہ بحث منظور ہے۔

ص ۲۰ - اس وقت مدرسہ احمدیہ قادیان میں سات سال کا کورس ہے۔ ان سات سالوں میں قرآن مجید با ترجمہ اور تفسیر کبیر سیدنا حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ عنہ تفسیر بیضاوی اور بعض دیگر تفاسیر بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ احادیث میں معراج سند کی بعض کتب کے علاوہ ریاض السالکین ترمذی اور موطاء امام مالک بھی پڑھائی جاتی ہے۔ حضرت اقدس مصلح موعود علیہ السلام کی دو درجن سے زائد بنیادی کتب کے علاوہ خاندان سلسلہ کی کتب بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ عربی کا قدیم و جدید لٹریچر جن میں مقبلی حماسہ حریری، النظرات، العبرات، تاریخ ادب عربی وغیرہ شامل ہیں۔

ص ۲۱ - عربی اور انگریزی میں مضامین اور بولی چال کی مہارت کروائی جاتی ہے۔ انگریزی کا مروجہ نصاب جو بولے تک ہے پڑھایا جاتا ہے۔

ص ۲۲ - مدرسہ احمدیہ کی کلاسوں کے نام اس طرح ہیں۔ درجہ مہمدہ - فصل اول فصل ثانی - فصل ثالث - درجہ اولی - درجہ ثانیہ - درجہ ثالثہ - درجہ ثالثہ اور فصل ثالث کا امتحان نظارت تعلیم لیتا ہے۔ درجہ ثالثہ کے طالب علم جب نظارت کا امتحان پاس کرتے ہیں تو اگلے سال پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیتے ہیں۔ سال ۱۹۹۵-۱۹۹۶ء میں اللہ کے فضل سے ۳۰ طالب علم مدرسہ احمدیہ کی پہلی کلاس میں داخل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمہ کو خادم دین بنائے۔

ص ۲۳ - بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کے

ص ۲۴ - مشرقی جانب دارالاقامہ ہوسٹل بھی ہے جس میں طلباء کے قیام و طعام کی مہولت موجود ہے۔ اس وقت بورڈنگ کے کرائن کرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر ہیں۔

ص ۲۵ - قادیان دارالافتا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے جو کہ جناب کے حالات بہت شراب تھے۔ مگر حضور کی آمد کے ساتھ ہی اچھے سارے حالات مارا مورا ہو گئے اور یہاں الیکشن ہوا۔ اور جو رزٹرف کماحول تھا وہ دور ہو گیا۔ اس کے ساتھ

ص ۲۶ - کے بعد پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح الرابع آیدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے جو کہ جناب کے حالات بہت شراب تھے۔ مگر حضور کی آمد کے ساتھ ہی اچھے سارے حالات مارا مورا ہو گئے اور یہاں الیکشن ہوا۔ اور جو رزٹرف کماحول تھا وہ دور ہو گیا۔ اس کے ساتھ

نوشہ خیری

دیپک جیولری اینڈ کاسمیٹکس

DEEPAK JEWELLERS

آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ قادیان شہر میں آرٹھی فیشل جیولری اینڈ کاسمیٹکس جیولری اینڈ کاسمیٹکس کے نام سے آزاد مارکیٹ نزد کویتا ٹیڈر (بڈعادل بلڈنگ) میں دوکان کھلی ہے۔ احمدی بھائیوں کیلئے خاص رعایت۔

C.K. ALAVI.

RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679335. (KERALA.)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

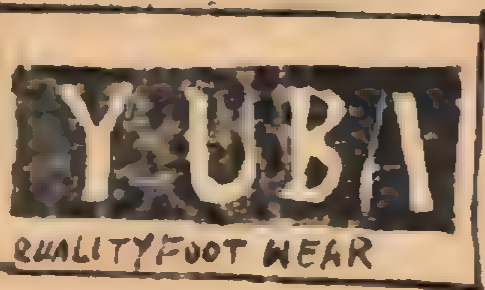
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

بانی پولیمز

کلکتہ-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰

ٹیلیفون نمبر:-

43-4028-5137-5206



FOR DOLLO SUPREME

**

CTC TEA

IN 100 & 200 GMS. POUCHES

CONTACT: TASS & COMPANY

P.48 PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

PHONE:- 263287, 279302

طالب دُعا:- محبوب ابن محترم حافظہ طہار اللہ صاحب مرحوم

M/S NIEHA LEATHER

SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER

LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD

CALCUTTA-700081

تصیح
۴۷ اکتوبر میں نیپال میں احمدیت کا نفوذ عنوان سے مکرّم مولوی مظفر احمد صاحب فرم فرمایا کہ مبلغ سلسلہ کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں دھمکائی (نیپال) میں اپنا تبلیغی وفد کے بارے میں غلط لکھا گیا ہے جبکہ درست یہ ہے کہ سب سے پہلے دھمکائی میں مکرّم مولوی تنویر احمد صاحب خدام مبلغ شائع ہوا ہے۔ ان کی رپورٹ پر ۱۹۸۷ء میں ایسا وفد مکرّم قریشی محمد فضل اللہ صاحب اور مکرّم قادیان نواب احمد صاحب مدظلہ کے ساتھ گیا۔ بعد میں مکرّم منظور احمد صاحب گجراتی مالو، (وکیل المال شریک جدید) بھی اس میں شامل ہوئے۔ اس کے چار ماہ بعد مکرّم مولوی محمد یوسف صاحب انور بطور مبلغ وہاں تشریف لے گئے۔ یہ قادیان اس کے بعد

کی یہ ایک خصوصیت اور شان تھی کہ خدمت خلق کاموں میں طلباء ہمیشہ آگے لگے رہتے۔ جب بھی کوئی رفتار عمل یا کسی اور ہنگامی کام کی ضرورت پڑی تو مدرسہ کے طلباء نے بڑے چڑھے کر حصہ لیا۔ اب بھی اللہ کے فضل سے جب بھی کبھی کوئی ہنگامی نوعیت کا کام ہوتا ہے طلباء مدرسہ احمدیہ بڑے چڑھے کر حصہ لیتے ہیں۔ سیلاب کے موقع پر یا آگ زنی کے موقع پر یا انجمن کے کسی کام میں طلباء نے جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح طلباء بلا لحاظ مذہب و ملت خون کا عطیہ بھی دیتے ہیں۔

ساتھ مرکز قادیان میں بھی ایک نمائندہ تربیلا آئی۔ جس کے نمایاں آثار مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور نے ازراہ شفقت مسجد اقصیٰ میں اساتذہ و طلباء مدرسہ احمدیہ کو قیمتی نصائح سے نوازا۔

سلسلہ نمونہ نمونہ ہر سال مدرسہ احمدیہ میں تین دن ٹورنامنٹ آرتا ہے جس میں مختلف کھیلوں کے علاوہ تعلیمی و ذہنی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے ہیں۔ اولیٰ - دوم - سوم - آٹھ والوں کو معقول انعامات دیئے جاتے ہیں۔ مدرسہ احمدیہ کی امتیازی شان مدرسہ احمدیہ

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

السنہ جیو سٹور

پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ تہری - نار تھ ناظم آباد کراچی فون:- ۶۲۹۵۲۲

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شرف جیولری

پتہ:- اقصیٰ روڈ - کراچی - پاکستان PHONE:- 04524-649

طالبان دُعا:-

اسٹور

AUTO TRADERS

۱۶-مینگولین ٹاؤن-۷۰۰۰۱

ارشاد نبوی

الاعمال بالغوا آیتیم (عقلوں کا دار و مدار انجام پر ہے)

(منجانب)

یکے از اراکین جہانگیر احمدی

نوشہ خیری ۱۰۳ وال جلسہ لائے مبارک ہو

پیشہ درد قبضہ نہیں لگے

شکتی الا گولی

ایک بار خدمت کا وقت دین

پتہ:- چھابڑہ فارمیسی ہرچو وال روڈ قادیان پنجاب بھارت

مردوں کیلئے جواب نسخہ

زوجہ ام عشق

جسم میں پختی لائے اور کمزوری دور کرنے کیلئے

پتہ:- چھابڑہ فارمیسی ہرچو وال روڈ قادیان پنجاب بھارت

پتہ مطابق پتہ فرم لینا (ادارہ)

محرم محمد عارف صاحب نیکی صدر مجلس خدام الاحمدیہ
بھارت کو جلسہ سالانہ برطانیہ، ۱۹۹۴ء کے
موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے نمائندہ کی
حیثیت سے شمولیت کی توفیق ملی۔
موصوف سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع
ایڈاکا اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ۔



محرم میر احمد صاحب حافظ آبادی سابق ناظر
امور عامہ کو میونسپل کمیٹی قادیان کی جانب سے
بہترین سماجی کارکن کا ایوارڈ دیا گیا۔



خانہ اہل البلاغ ریسرچ لائبریری
کابلیکٹ دیکر لہ بر جس کا افتتاح ۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء
کو ہوا۔ لائبریری کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے
تجویز فرمایا ہے۔



جناب منسای صاحب ایم۔ ایل۔ اے حلقہ شانتی نگر
بنگلور کو محمد کلیم خان صاحب مبلغ بنگلور
تامل ترجمہ قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر دیتے ہوئے۔



سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ
احمدیہ سیکنڈری سکول کما سی (افریقہ) کا
معاذنہ فرما رہے ہیں۔ (افریقہ میں جماعت احمدیہ
کی تعلیمی خدمات پر مفصل مضمون اندر کے
صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)۔



جلسہ تقسیم انعامات تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان
مکرم ماسٹر عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر خطاب فرما رہے ہیں۔
(تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)



مدرسہ احمدیہ قادیان کے طلباء
ہائیکنگ کے دوران اپنے استاد کے ہمراہ
نماز باجماعت میں مصروف۔
(تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)



مدرسۃ المعلمین (وقف جدید) قادیان
کے اساتذہ و طلباء کا گروپ فوٹو۔
(تفصیلی مضمون اندر کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں)

साप्ताहिक 'बदर' कादियान [पंजाब]

सम्पादक :
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फजलुल्लाह

हिन्दी भाग

वर्ष 1

22-29 दिसम्बर, 1994

अंक : 17-18

कुर्आन शरीफ

**“केवल ज्ञानी लोग ही अल्लाह से
डरते हैं”**

“तू यह कहता रह कि हे मेरे रब ! मेरे ज्ञान को बढ़ा ।”
(ताहा आयत नं० 115)

“अल्लाह के बन्दों में से केवल ज्ञानी लोग ही उस से
(अर्थात् अल्लाह से) डरते हैं ।”

(अल्-फातिर-29)

“तू कहदे कि क्या ज्ञानी और अज्ञानी एक हो सकते हैं ?
शिक्षा तो केवल बुद्धिमान लोग ही प्राप्त किया करते हैं ।”
(अल्-जुमर-10)

“तुम अल्लाह के लिए संयम धारण करो और (यदि तुम
ऐसा करोगे तो) अल्लाह तुम्हें ज्ञान देगा और अल्लाह प्रत्येक
बात को भली भाँति जानता है ।”

(अल्-वक्कर : 283)

हजरत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहु अलैहिस्सलम फरमाते हैं :-

**“ज्ञान और विद्या हासिल करना प्रत्येक
मुसलमान पुरुष तथा स्त्री के लिए अनिवार्य है ।”**

**“मेरे सम्प्रदाय के लोग ज्ञान के क्षेत्र
में सभी का मुँह बंद कर देंगे ।”**

पवित्र कथन हजरत मिर्जा गुलाम अहमद साहिब मसीह मोउद
अलैहिस्सलाम :-

“खुदा तआला ने मुझे बारबार यह सूचना दी है कि वह मुझे
असीम प्रतिष्ठा एवं महानता प्रदान करेगा और (लोगों के) हृदयों
में मेरा प्रेम बिठाएगा और मेरे सिलसिले को समस्त संसार में
फैलाएगा और मेरे सम्प्रदाय को (अन्य) सभी सम्प्रदायों पर विजय
प्रदान करेगा और मेरे सम्प्रदाय के लोग ज्ञान के क्षेत्र में इतनी
दक्षता प्राप्त करेंगे कि अपनी सत्यता की ज्योति और अपने तर्क
और बरदानों के आधार पर सभी का मुँह बन्द कर देंगे और
प्रत्येक जाति इस चश्मे से जल ग्रहण करेगी और यह सिलसिला
प्रवृत्ति से बढ़ेगा और फूलेगा यहाँ तक कि समस्त धरती पर व्या-
प्त हो जाएगा । बहुत से अवरोध उत्पन्न होंगे और संकट आएंगे
परन्तु खुदा सब को मध्य से उठा देगा और अपनी प्रतिज्ञा पूर्ण
करेगा और खुदा ने मुझे सम्बोधित करके फरमाया कि मैं तुम्हें
बरकत पर बरकत दूँगा यहाँ तक कि बादशाह तेरे वस्त्रों से बरकत
ढूँहेंगे ।”

**भारत में हमारे कामियाब इंग्लिश
मीडियम स्कूल !**

अल्लाह तआला का फजल व कृपा है कि इस समय मरकज
कादियान के अतिरिक्त भारत में हमारे ग्यारह इंग्लिश मीडियम
स्कूल बहुत ही कामियाबी से चल रहे हैं । इसके इलावा एक सौ से
अधिक ऐसे स्कूल हैं जिनमें उर्दू तथा कुर्आन शरीफ की शिक्षा
के साथ-साथ इस्लामी नैतिक शिक्षा भी दी जाती है । इंग्लिश
मीडियम स्कूल मैट्रिक तथा प्रायमरी तक है जो कि जम्मू-कश्मीर
केरल व असम में पाये हैं जबकि बंगाल में जल्द ही दो स्कूल खोले
जा रहे हैं । यह सभी स्कूल अपने-अपने प्रान्तों के बोर्डों की निगरानी
में चल रहे हैं । प्रत्येक बोर्ड का अध्यक्ष उस प्रान्त का अमीर प्रेजी-
डेंट होता है । यह बोर्ड अपनी मीटिंग करते हैं जिसमें स्कूलों
की उन्नति और अच्छी शिक्षा के लिए योजनाएं बनाई जाती है ।
इन स्कूलों को केन्द्रीय फण्ड द्वारा वित्तीय सहायता दी जाती है
जो कि नज़ाहत तालीम कादियान के द्वारा भिजवाई जाती है ।
इन स्कूलों से न सिर्फ अहमदी बच्चे लाभ उठाते हैं बल्कि हर धर्म
और जाति के विद्यार्थी इन स्कूलों से भरपूर लाभ उठा रहे हैं ।

इस अवसर पर उदाहरण के लिए जनाव अब्दुल हमीद साहिब
टाक अमीर जमाअत अहमदिया कश्मीर का एक पत्र निम्न में
दिया जाता है: “अल्लाह तआला के फजल व कृपा से प्रान्त भर में
तालीमुल इस्लाम हाई स्कूल कामियाबी के साथ चल रहे हैं ।
इन्शाअल्लाह नासिराबाद में दसवीं और यारीपुरा में नवीं क्लास
इसी तरह दूसरे स्कूलों में भी नवीं क्लासों को जारी किया जाएगा
इन स्कूलों में डेढ़ हजार के लगभग विद्यार्थी शिक्षा पा रहे हैं ।
तथा इन स्कूलों का हर प्रकार से अच्छा प्रभाव पड़ रहा है ।

निम्न में भारत के अलग-अलग प्रान्तों में जारी इंग्लिश मीडियम
स्कूलों की सूची दी जा रही है :-

जम्मू कश्मीर	केरला
(1) नासिराबाद	(1) कुडाली
(2) आसनूर	(2) करुलाई
(3) यारीपुरा	(3) पैगाड़ी
(4) ऋषि नगर	(4) कालीकट
(5) चारकोट	आसाम
	(1) तपाजोली

इसके अतिरिक्त बंगाल में भरतपुर और सलवरे घाट में स्कूलों
की तामीर का काम हो रहा है ।

कायम हो फिर से हुक्मे मुहम्मद जहान में ।
जाया न हो तुम्हारी यह मेहनत खुदा करे ।
इक वक्त आएगा कि कहेंगे तमाम लोग ।
मिल्लत के इस फिदाई पे रहमत खुदा करे ।

(कलाम हजरत मिर्जा वशीरुद्दीन महमूद अहमद रजि०)

“शिक्षित वर्ग के नाम एक संदेश”

अजबकि चारों ओर भौतिकवाद की पताका लहरा रही है, शिक्षार्थी और शिक्षक दोनों ही सांसारिक आवेगों अभिलाषाओं के वशीभूत हैं। ऐसे समय में यह अनिवार्य हो गया है कि हम ज्ञान जो कि एक आध्यात्मिक वस्तु है, को उसके अपने मूल उद्देश्य को और करें और यह कार्य उस समय तक निश्चित नहीं हो सकता जब तक हम ज्ञान को चारित्रिक और आध्यात्मिक मूल्यों के संदर्भ में न ग्रहण करें।

यद्यपि इस सम्बन्ध में अन्य धर्मों ने भी शिक्षा दी है, परन्तु इस समय हम इस्लाम धर्म की शिक्षा से ज्ञान की महत्ता और इस की आवश्यकता पर कुछ विचार प्रस्तुत करेंगे।

हजरत मुहम्मद मुस्तफा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम पर जब ईश्वानी उतरी तो प्रथम आदेश ही ज्ञान की प्राप्ति के सम्बन्ध में था। आपने फर्माया :

अपने रूब का नाम लेकर पढ़ जिस ने (सारी चीजों को) पैदा किया। (और जिस ने) मनुष्य को एक खून के लोथड़े से पैदा किया। (फिर हम कहते हैं कि कुर्आन को) पढ़ कर सुनाता रह क्योंकि तुम रूब करीम है (अर्थात् बहुत कृपा करने वाला है) वह रूब जिसे कैलम के साथ ज्ञान सिखाया है (और भविष्य में भी सिखाएगा)। उसने मनुष्य को वह कुछ सिखाया है जो वह पहले नहीं जानता था।

(सूर : अल-अलक 2-6)

इसी आदेश के संदर्भ में आहजरत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम ने फर्माया :-

“ज्ञान प्राप्त करना प्रत्येक मुसलमान पुरुष एवं स्त्री के लिए अनिवार्य है अर्थात् कोई मुसलमान पुरुष अथवा स्त्री निरक्षर नहीं रहना चाहिए। आहजरत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम जीवन भर इस ईश्वरीय आदेश का पालन करते रहे। इसी लिए आप से युद्ध करने वाले वंदियों की मुक्ति के लिए आप एक यह शर्त भी रखते थे कि जो कैदी मदीना के दस लोगों को पढ़ना-लिखना सिखा देगा उसे आजाद कर दिया जाएगा। इस तरह जहां शिक्षित कैदी आजाद हो जाते वहां अशिक्षित भी पढ़ना लिखना सीख जाते। आहजरत सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम के निकट ज्ञान का महत्व इतना अधिक था कि आपने फर्माया कि यदि तुम्हें ज्ञान प्राप्त करने के लिए अरब से चीन जितना दूर भी जाना पड़े तो अवश्य जाओ और ज्ञान प्राप्त करो। इसके साथ-साथ आपने इस महान् कार्य की पूर्ति के लिए दुआ करने की भी नसीहत की है। कुर्आन शरीफ में यह दुआ है :

“हे मेरे रूब मेरे ज्ञान को बढ़ा”

(ताहा : 115)

इस्लामी दृष्टिकोण के अनुसार :-

ज्ञान की कोई सीमा नहीं। ज्ञान का समुन्द्र अन्ततः अन्तर्यामी प्रभु में लीन हो जाता है। अल्लाह तआला फर्माता है: ‘वास्तविक ज्ञान तो अल्लाह के पास है’

(अल-अहफाक : 24)

और फिर फर्माया :-

“हमें कुछ ज्ञान नहीं सिवाय इसके जो हम को सिखाए”
(अल वक्कर)

वास्तविक ज्ञान की प्राप्ति के लिए कुर्आन शरीफ का दृष्टिकोण यह है कि तक्वा (संयम) से ही मानव वास्तविक ज्ञान प्राप्त कर सकता है।

आपने फर्माया :

“तुम अल्लाह के लिए संयम धारण करो और (यदि तुम ऐसा करोगे तो) अल्लाह तुम्हें ज्ञान देगा और अल्लाह प्रत्येक बात को भली भांति जानता है।”

(अल वक्कर : 283)

हर आयत में ज्ञान को तक्वा (संयम) के साथ जोड़ कर कई सामाजिक बुराईयों का उच्छेदन किया गया है। यदि बिना तक्वा (अल्लाह का डर) के ज्ञान प्राप्त किया जाए तो ज्ञान प्राप्ति के समय नक्ल करने की आदत और फिर पास होने के लिए रिश्वत देने और दूसरों के उचित अधिकारों का हनन करने की प्रवृत्ति को बढ़ावा मिलता है। और फिर वेईमानी और रिश्वत के द्वारा प्राप्त की गई शिक्षा दूसरों को लाभ पहुंचाने के बजाय शिक्षा केवल एक मात्र पेशा बनकर रह जाती है। ऐसा पेशा जिसका उद्देश्य केवल पैसा कमाना होता है..... जो हां वह सब पैसा भी जो विद्यार्थी जीवन में उसके नाजाएज प्राप्ति के लिए खर्च किया होता है और वह ढेरों रुपया भी जिसके द्वारा ऐसे लालची लोग अपने भविष्य के दुर्ग निर्माण करते हैं और फिर ऐसे लोभी लोग चाहे वे डाक्टर हों, वकील हों या कोई भी उच्च डिग्री वाले हों अपनी नयी पीढ़ी को भी उसी तराजू पर तोलते हैं जिसपर वह पहले स्वयं तुल चुके होते हैं वल्कि उससे भी बढ़कर। अतः परिणाम यह होता है कि तक्वा (अल्लाह का डर) के बिना प्राप्त किया जाने वाला ज्ञान अथवा विद्या समाज के जहरत मन्दों की उन्नति की जगह समाज में भिन्न-भिन्न प्रकार की ऐसे अनैतिकता फैला देता है जिसमें रिश्वत भी शामिल है और नाजाएज लाभ उठाने की हवस भी। अततः हकदार का हक मारकर अपने ही जैसे और लोगों को हक दिए जाते हैं। और फिर समाज असमानता तथा हीनता की भावना का शिकार होकर मानसिक व नैतिक एतवार से बीमार होकर रह जाता है।

एक ओर तो यह लोग हैं जो विद्या को अनुचित ढंग से प्रयोग करते हैं और दूसरी ओर संसार के गरीब देशों में उन अनपढ़ लोगों की भीड़ है जिन तक विद्या की ज्योति पहुंची तक नहीं। वह अपने छोटे-छोटे व्यवसायों के कारण अपनी संतान को विद्या देना भी नहीं चाहते उनकी सोच यह है कि स्कूल में भेजने के कारण उनके घर का एक व्यक्ति जो उनके परिवार के लिए कुछ कमा सकता है, बेकार होकर रह जाएगा और फिर उन्हें उसके लिए उल्टा स्कूल या कालेज की फीस भी देनी होगी उसके लिए साफ सुथरे वस्त्र बनाने होंगे और जबकि वह अपनी गरीबी के कारण उच्च विद्या प्राप्त कर ही नहीं सकते तो फिर क्या जहरत है कि अपना और अपनी संतान का समय विद्या जैसे ‘व्यर्थ’ काम में लगायें।

परिणामस्वरूप एक ओर देश के वह थोड़े से लोग हैं जिन्होंने शिक्षा को कठिन से कठिन बना दिया है तथा दूसरी ओर वह भीड़ है जो उसके निकट भी जाना नहीं चाहती। इस दरी को कैसे समेटा जाए? और इस खाई को किस प्रकार भरा जाए? इसके लिए सरकार तथा देशवासियों के प्रति रनेह रखने वाले विद्वानों से अपील है कि देश की इस गंभीर समस्या का समाधान करने के लिए उठ खड़े हों और तब तक दम न लें जब तक कि शिक्षा का प्राप्त करना हर गरीब और अमीर के लिए आसान न हो जाए।

खुदा करे वह समय हम जल्द अपनी आँखों से देख लें जब स्वतंत्र भारत के शत प्रतिशत लोगों तक विद्या का प्रकाश फैल जाए।

—मुनीर अहमद खादिम

हमारे बड़े सिद्धान्त दो हैं !

“प्रथम खुदा तआला से सम्बन्ध साफ रखना

और दूसरा उसके बन्दों से सहानुभूति तथा

सहृदयता से पेश आना।”

(फर्मान हजरत मसीह मौउद अलैहिस्सलाम)